National Library / Bibliothèque Nationale

MESSENGER

پیغامبر

PERSONNEL
Phone: 416-282-6373

100 CARONIA SQUARE, SCARBOROUGH, ONTARIO, CANADA M1B 2Z8

REPRESENTATIVE
F. J. Kowalski,
Phone: 416-822-5266.

مسئلہ کشمیر کے حل کے لئے پاکستان بھارت مقبوضہ کشمیر اور آزاد کشمیر کے لیڈروں کا اجلاس بلایا جائے، سردار ابراہیم

مثبت نتائج کا مطلب سیاستدانوں کی سمجھ سے بالاتر ہے

پاکستان میں کوئی انصاف نہیں کوئی سیاست نہیں

ہم جمہوریت کی جدوجہد میں قربانیاں دینے والوں کو سلام کرتی ہیں

حکومت کی سیاسی سرگرمیوں پہ پابندی اٹھانے کا کوئی ارادہ نہیں

مقبوضہ کشمیر میں مسلمانوں کو اقلیت قرار دینے کی سازش

صفحہ ۴

آزادی دینے سے قبل افواج کا آئینی کردار طے ہونا چاہیے

صفحہ ۷

ہندوستان ایک بار پھر بٹے گا

صفحہ ۸

۸۰ سالہ دولہا اور ۹۵ سالہ دلہن کی کہانی

صفحہ ۲

(باقی صفحہ ۳ پر)

قرآن حکیم کی مقدس آیات اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی دینی معلومات میں اضافے اور تبلیغ کے لئے شائع کی جاتی ہیں ان کا احترام آپ پر فرض ہے۔ لہٰذا جن صفحات پر یہ آیات درج ہوں ان کو صحیح اسلامی طریقے کے مطابق بے حرمتی سے محفوظ رکھیں۔

بقیہ: صفحہ اول سے آگے

[illegible]

باقی صفحہ ۹ پر

[illegible]

جوابات

[illegible]

علامہ اقبال

سلامتی کونسل کی ضمانت کے بعد ہی آئے گی اگر ریاست جموں و کشمیر کا مسئلہ عالمی سطح پر ادارہ اقوام متحدہ کے سامنے ہے اور سلامتی کونسل کے حل طلب مسائل کے ایجنڈے پر بھی موجود ہے کمیٹی کے سامنے موجودہ ریاست کی جنگ بندی لائن پر اقوام متحدہ کے مبصر ہیں۔ بڑی طاقتیں اس مسئلہ کو آج تک متنازعہ فیہ مانتی ہیں، جن میں عوامی جمہوریہ چین سر فہرست ہے جن الملکی سطح پر یہ مسئلہ پاکستان اور بھارت کے مابین حل طلب امور معاملات میں اول نمبر پر ہے۔ جس کا جیتا جاگتا ثبوت

علامہ اقبال

کے آباء نے وہ صدیاں

قبل کشمیر سے ہجرت کی

لیکن وہ اپنے وطن کا ذکر نہایت

محبت اور عقیدت سے کرتے تھے

مہاجرین کی آباد کاری کا بل

بھارتی حکومت اور ریاست

کے مابین محاذ آرائی کا

موضوع بن گیا

مقبوضہ کشمیر میں مسلمانوں کو اقلیت میں تبدیل

بھارت کی سپریم کورٹ نے متنازعہ جموں و کشمیر ری سیٹلمنٹ ایکٹ کے خلاف دائر کردہ درخواست سماعت کے لئے منظور کر لی ہے لیکن اس پر عمل درآمد کے خلاف حکم امتناعی کے لئے دی گئی درخواست مسترد کر دی ہے یہ درخواست ایک کشمیری ہنسراج شرما نے دی تھی جس میں متذکرہ ایکٹ کی آئینی حیثیت کو چیلنج کیا گیا تھا مقبوضہ کشمیر اسمبلی کے دونوں ایوانوں نے اسے دو دفعہ منظور کیا تھا۔ تب جا کر گورنر کشمیر مسٹر بی کے نہرو نے اس کی منظوری دی تھی۔ اس ایکٹ کے تحت ۱۹۴۷ء سے قبل ہجرت کر کے پاکستان چلے جانے والے کشمیریوں کو واپس آ کر دوبارہ آباد ہونے کی دعوت دی گئی ہے۔

سپریم کورٹ بھارت کے سامنے یہ درخواست پیش ہونے سے قبل صدر بھارت کی طرف سے ریفرنس بھی پیش ہوا جس میں انہوں نے عدالت عظمیٰ کا آئینی مشورہ طلب کیا تھا عدالت نے رٹ درخواست سماعت کے لئے منظور کر لی لیکن حکم امتناعی کی استدعا مسترد کر دی ہے۔ عدالت نے حکم دیا ہے کہ رٹ کی سماعت صدر کے ریفرنس کا جواب دینے کے بعد کی جائے گی بھارتی سپریم کورٹ میں مقبوضہ جموں و کشمیر کے وکیل۔ ایف ایس نریمان اگرچہ موجود تھے لیکن انہوں نے جواب کے لئے حکومت کو دی گئی چھ مہینے کی مہلت کے علاوہ دو ماہ کی مزید مہلت بھی طلب کی۔ جس پر چیف جسٹس یشونت وشنو چندر چند نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ میرا خیال تھا کہ حکومت ہمیں کہ جلد از جلد نمٹانے پر زور دے گی لیکن معلوم ہوتا ہے کہ حکومت کیس کو لٹکانا چاہتی ہے۔ عدالت عظمیٰ نے سماعت کو جنوری ۱۹۸۳ء کے آخری ہفتہ تک ملتوی کر دیا ہے اور فریقین سے کہا ہے کہ وہ مقررہ تاریخ تک تحریری طور پر موقف پیش کریں زبانی بحث کی ضرورت پڑی تو وہ فریقین کو طلب کرے گی۔ عدالت نے علاوہ ازیں جماعت اسلامی جموں و کشمیر اور پیپلز کانفرنس کو اس امر کی اجازت دے دی ہے کہ وہ بھی اپنا موقف پیش کرنا چاہیں تو تحریری بیان داخل کریں۔

آئینی ماہرین کا خیال ہے کہ اس معاملے میں سپریم کورٹ کو مشاورتی اختیارات حاصل نہیں ہیں۔ کیونکہ مقبوضہ کشمیر کے دونوں ایوانوں نے بل کو دو دفعہ منظور کیا ہے جس کے بعد اسے گورنر کی منظوری ملی تھی۔ دریں اثنا مقبوضہ کشمیر کی ہائی کورٹ سرینگر میں ایک رٹ درخواست دائر ہوئی ہے۔ جس میں اس ایکٹ پر عمل درآمد روکنے پر زور دیا گیا ہے۔ اور استدعا کی گئی ہے کہ سپریم کورٹ کو ریفرنس کا جواب دینے سے باز رکھا جائے یہ رٹ پیپلز کانفرنس کے عہدیداران نے دائر کی ہے جس میں وزیر اعلیٰ ڈاکٹر فاروق عبداللہ سے کہا گیا ہے کہ وہ اپنا چار اکتوبر والا بیان واپس لیں۔ جس میں انہوں نے کہا تھا کہ سپریم کورٹ کے ریفرنس کا جو جواب بھی آیا وہ اس کی پابندی کریں گے۔ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ مہاجرین کی دوبارہ آباد کاری کے بل سے متعلق مقبوضہ جموں و کشمیر کی حکومت نے کئی کتابچے اور پمفلٹ شائع کئے ہیں، جن میں اس مسئلہ پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ ان میں حکومت کے گزٹ مجریہ ۲۵ مارچ ۱۹۸۲ء اور اس کا ترجمہ بھی کی اشاعت شامل ہے۔ دوسرے پمفلٹ کے مصنف ریاست کے سابق وزیر قانون ایم۔ کے ٹکو ہیں۔ تیسرا پمفلٹ جو ریاست کے محکمہ اطلاعات نے "COMMITMENT" کے عنوان سے شائع کیا ہے وہ ہندوستانی "ٹائمز" دہلی کے اٹھائے گئے اعتراضات کا جواب ہے۔ اسی موضوع پر ریاستی اسمبلی کے موجودہ سپیکر عبدالرحیم راتھر کا پمفلٹ بھی تاریخی حوالہ جات کے ساتھ چھپ چکا ہے۔ جس میں اس مسئلہ کی آئینی اور تاریخی حیثیتوں کو بیان کیا گیا ہے۔

اس وقت یہ مسئلہ بھارت اور مقبوضہ کشمیر کے مابین محاذ آرائی کا موجب بن گیا ہے۔ خاص طور پر بھارت کی فرقہ پرست تنظیمیں اس بل کی مخالفت میں پیش پیش ہیں۔ ادھر مقبوضہ کشمیر کے مسلمانوں کا یہ احساس ہے کہ اس بل کی وجہ سے ہندو فرقہ پرستوں کی نیتوں کا فتور اور دل کا چور سامنے آ گیا۔ اور کشمیر کی مسلم ریاست کے خلاف ہندو فرقہ پرستوں کی عداوت اور سازش کا نظریہ اور یہ چاہتے ہیں۔ کہ ریاست کی مسلم اکثریت کو اقلیت میں بدل دیا جائے۔

جہاں تک مسئلہ کی آئینی حیثیت کا تعلق ہے۔ واقعات یہ ہیں کہ ۱۹۸۰ء میں ریاستی اسمبلی کے ایک رکن عبدالرحیم راتھر نے اسمبلی میں اس قانون کا مسودہ پیش کیا جس کی رو سے قانون کی رو سے پاکستان گئے ہوئے کشمیریوں کو واپس وطن آنے کی اجازت دینا مقصود تھی۔ یہ قانون ریاست کے آئین اور ریاستی باشندوں کے حق سے ہم آہنگ تھا ریاستی اسمبلی نے اس کو مناسب غور و خوض کے بعد ایک نمائندہ سلیکٹ کمیٹی کے سپرد کر دیا جس میں حزب اختلاف کے ارکان بھی شامل تھے یہ ۱۹۸۱ء کا واقعہ ہے اگرچہ ریاستی حکومت کے لئے کوئی آئینی یا قانونی پابندی نہیں تھی کہ وہ اس بل کے متعلق مرکز کی رائے حاصل کرے لیکن اس نے مرکزی حکومت کو اعتماد میں لینے کا فیصلہ کیا۔ اکتوبر ۱۹۸۱ء کو مرکزی وزارت داخلہ اور وزارت قانون کو اس مسودہ بل کی کاپیاں بھیج دی گئیں تاکہ وہ اس کے آئینی اور قانونی مضمرات پر غور کر سکیں اس کے علاوہ ریاست کے ایڈووکیٹ جنرل اور ایڈووکیٹ جنرل کو بھی دہلی جانا پڑا اور مرکزی حکومت کے قانونی ماہرین سے بات چیت کرتے رہے لیکن مرکزی حکومت اس بل میں کسی قسم کے نقص کی نشاندہی نہ کر سکی۔ اس ساری کارروائی میں دو سال بیت گئے۔ چنانچہ مارچ ۱۹۸۲ء میں سلیکٹ کمیٹی سے یہ مسودہ قانون واپس اسمبلی کے سامنے پیش کیا گیا سلیکٹ کمیٹی نے متفقہ رائے سے اس مسودہ کو قانون بنانے کی سفارش کی تھی۔ چونکہ یہ مسودہ مقبوضہ ریاست اور مرکزی آئین سے ہم آہنگ تھا اس لئے ریاستی اسمبلی نے اس بل کی تائید کی اور ریاست کے گورنر کے دستخطوں کے لئے روانہ کر دیا جنہوں نے ایک عرصہ اپنے پاس رکھا مقصد یہ تھا کہ مسز اندرا گاندھی اسی عرصہ میں شیخ محمد عبداللہ مرحوم پر ذاتی اثر و رسوخ ڈال کر بل کو واپس لینے پر مجبور کریں۔ مگر مسز اندرا گاندھی کی کوششیں رائیگاں ثابت ہوئیں۔ اب شیخ محمد عبداللہ کی وفات کے بعد یہ بل دوبارہ اسمبلی کے سامنے پیش ہوا۔ جس نے اسے پھر منظور کر لیا۔ جس پر حکومت بھارت نے سپریم کورٹ سے رجوع کیا ہے۔ بہرحال ریاستی اور بھارتی آئین اور قانون کی رو سے یہ بل منظور ہو چکا ہے کیونکہ تقسیم ملک کے بعد حکومت ہند نے یہ قانون بنایا تھا کہ ہندوستان سے پاکستان ہجرت کرنے والا کوئی مسلمان واپس ہندوستان آنا چاہے تو وہ حکومت ہند کی اجازت سے واپس آ کر اپنی شہریت بحال کر سکتا ہے لیکن اس قانون کے دائرے میں ریاست جموں و کشمیر نہیں آتا تھا کیونکہ جموں و کشمیر کو بھارتی آئین میں ایک خصوصی حیثیت حاصل تھی۔ اور مقبوضہ جموں و کشمیر کی اسمبلی میں آزاد کشمیر کے عوام کے لئے ۲۵ نشستیں مخصوص رکھی گئی تھیں چنانچہ شیخ محمد عبداللہ کی حکومت اور مرکزی حکومت کے درمیان کشمیر کی خصوصی پوزیشن کی تصدیق کے لئے دہلی اگریمنٹ پر دستخط کئے گئے۔ اس معاہدے کی رو سے یہ قرار پایا کہ پاکستان میں جو کشمیری مہاجرین ہیں ان کی کشمیری شہریت برقرار رہے گی لیکن ان کے واپس آنے اور متعلقہ امور کے متعلق قانون بنانے کا اختیار جموں و کشمیر قانون ساز کو ہوگا۔ اسی اگریمنٹ کے تحت ۱۹۵۴ء میں ایک خاص اقدام کے تحت آئین ہند میں ترمیم کی گئی اور ریاست کی دفعہ [illegible] کے تحت کشمیری باشندوں کی وطن واپسی اور [illegible] شہریت کا حق تسلیم کیا گیا اور [illegible] قانون سازیہ کو قانون بنانے کا اختیار [illegible] دیا گیا اور وہ حق کا تھا جب ریاست میں بخشی [illegible] سرکاری تھا اور شیخ محمد عبداللہ پس دیوار زنداں [illegible] ۱۹۷۷ء میں جب شیخ محمد عبداللہ انتخابات میں بھاری اکثریت سے کامیاب ہوئے تو انہوں نے ریاستی قوانین میں اس قانون کی کمی کو پورا کرنے کا فیصلہ کیا۔ انہوں نے بھارت کے اس وقت کے وزیر اعظم مرار جی ڈیسائی سے بات کی اور دہلی اگریمنٹ کی یاد دلائی جس سے یہ مسئلہ سامنے آیا اور عبدالرحیم راتھر ایم ایل اے موجودہ سپیکر اسمبلی نے ایوان کے سامنے پیش کیا۔

بھارتی حکومت اور ہندو فرقہ پرست تنظیموں کا یہ کہنا

بخشی غلام محمد

کے دور اقتدار میں کشمیری

باشندوں کی وطن واپسی کا

حق تسلیم کیا گیا تھا

ہے کہ اس قانون کے تحت پاکستان سے تخریب پسند قسم کے عناصر ریاست میں آ جائیں گے اس لئے انہوں نے مقبوضہ ریاست کی حکومت سے کہا تھا کہ وہ اس قانون کو نافذ نہ کرے۔ بھارت کے اخبارات نے بھی اس سلسلے میں مقبوضہ حکومت کی مخالفت کی انتہا کر دی ہے ہندوستانی ٹائمز میں مضامین لکھے۔ مسز اندرا گاندھی کے اعلیٰ بھارتی افواج کے کمانڈر انچیف سینہا بھی دوڑ پڑے بھارتی حکومت کے سابق وزیر خارجہ اٹل بہاری باجپائی نے کہا کہ اگر بل قانون کی شکل دے دی گئی تو وہ صرف مقبوضہ میں بلکہ ہندوستان بھر میں تحریک چلائیں گے۔ جموں میں ہندو فرقہ پرستوں نے مظاہرے بھی کیا ہے۔ اور اس بل کی مخالفت کی ہے جہاں تک مہاجرین جموں و کشمیر مقیم پاکستان کا تعلق ہے وہ اس حقیقت سے پوری طرح باخبر ہیں کہ اگر وطن واپسی کا کوئی مرحلہ آیا بھی تو وہ حکومت پاکستان کی مرضی و مشورہ اور

دو طرفہ معاہدہ شملہ اور حال ہی میں پاکستان کے وزیر خارجہ صاحبزادہ یعقوب خان نے کہا ہے کہ بھارت اور پاکستان کے معاملات میں سب سے اہم مسئلہ کشمیر ہے اور اس کے حل کے بغیر دونوں ملکوں کے تعلقات خوشگوار نہیں ہو سکتے۔ یعنی اللہ کے نقطہ نظر سے دونوں ملکوں کے مابین کشیدگی کی وجہ تنازعہ کشمیر ہے۔ پھر جہاں تک مہاجرین کی اپنی پوزیشن کا تعلق ہے ان پاکستان میں ان کی عارضی آباد کاری اس امر کی دلیل ہے کہ انہیں وطن واپس جانا ہے اور اپنے وطن کے مستقبل کے فیصلے کے علمبردار کا کردار ادا کرنا ہے۔ اصل مسئلہ یہ ہے کہ جو کشمیری مہاجر جن کے لاکھوں ریاست میں ہیں اور وہ تقسیم ملک کے وقت پاکستان آ گئے تھے۔ جب کشمیر جانے اور وہاں بسنے کی کوشش کرتے تو ان کے وہاں آباد ہونے کے لئے کوئی قانون موجود نہ تھا جاری بل اسی قانونی سقم کو دور کرنے کی ضرورت ہے اور بھارتی آئین کی دفعہ ۳۷۰ ریاست کی خصوصی حیثیت کو منوانے کی تجدید بھی ہے۔ کیونکہ آئے دن بھارت میں ایسی تحریکیں اٹھتی رہتی ہیں۔ جن کا مقصد ہے کہ ریاست جموں و کشمیر کی آئینی اور خصوصی حیثیت ختم کر دی جائے اور اسے مکمل طور پر بھارت میں مدغم کر دیا جائے بلکہ بھارت میں یہ سازش زور پکڑ رہی ہے کہ ریاست کے مسلم تشخص کو ختم کرنے کے لئے مسلم آبادی کو ہندوستان کے دوسرے صوبوں اور اضلاع میں بسایا جائے۔ اگر مسلم اکثریت یا تو ہندو اکثریتی صوبہ بن جائے یا مسلم اقلیتی ریاست۔ انہیں خطرہ یہ ہے کہ پاکستان سے مہاجرین کی واپسی کے بعد ریاست میں مسلمانوں کی اکثریت میں مزید اضافہ ہو جائے گا اور ان کی ساری تدبیریں الٹی جائیں گی۔

تاریخ کے دریچے سے

اگر ہم اس مسئلہ کو تاریخ کے اوراق کی روشنی میں دیکھیں تو کشمیریوں کی وطن واپسی کی کہانی بہت پرانی ہے اور ہر دور اور ہر عہد میں کشمیر میں عوامی اور سرکاری دونوں سطحوں پر ایسی تحریکیں بھی چلیں اور قوانین بنے جن کی رو سے ترک وطن کرنے والوں کو وطن واپس بلایا گیا اسی طرح وہ لوگ بھی جو ترک سکونت کر گئے وہ بھی وطن کو یاد کرتے رہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ آج سے ایک ہزار سال پہلے کا ایک عظیم کشمیری شاعر جو کشمیر سے دکن پہنچا اور وہاں کے ہمراٹ کا ملک الشعراء بن گیا لیکن ارض دکن میں بھی اسے کشمیر کا وہ بہنے والا تھا وہ زعفران زاروں کی

دیانند سرسوتی نے کشمیر کو پونر کے لئے تندھی کی تجویز پیش کی

مسکراہٹ ہے ساری دنیا کیلئے "زمیاں ہوتی ہیں گل بدن کیلئے" ہر ادا لطف ہے بانکپن کیلئے پھول ہوتا ہے جیسے چمن کیلئے
باغ ہستی میں شبنم سے بھر لیتا گیا جو جھلکا رے آسماں پیار کا زندگی بھر یوں ہی مسکرا مسکرا سچے موتی لٹانے تو کیا بات ہے

DECEMBER 1982

MONTHLY
AAWAZ
EDITOR . SOHAIL AKHTAR

Publisher
Z. Modi

PERSONNEL
Phone: 416-282-6871.

REPRESENTATIVE
F. J. Kowalski,
Phone: 416-922-5258.

ماہنامہ
آواز
اسکاربرو کنیڈا
مدیر: سہیل اختر

100 Caronia Sq., Scarborough, Ont, M1B 2Z8

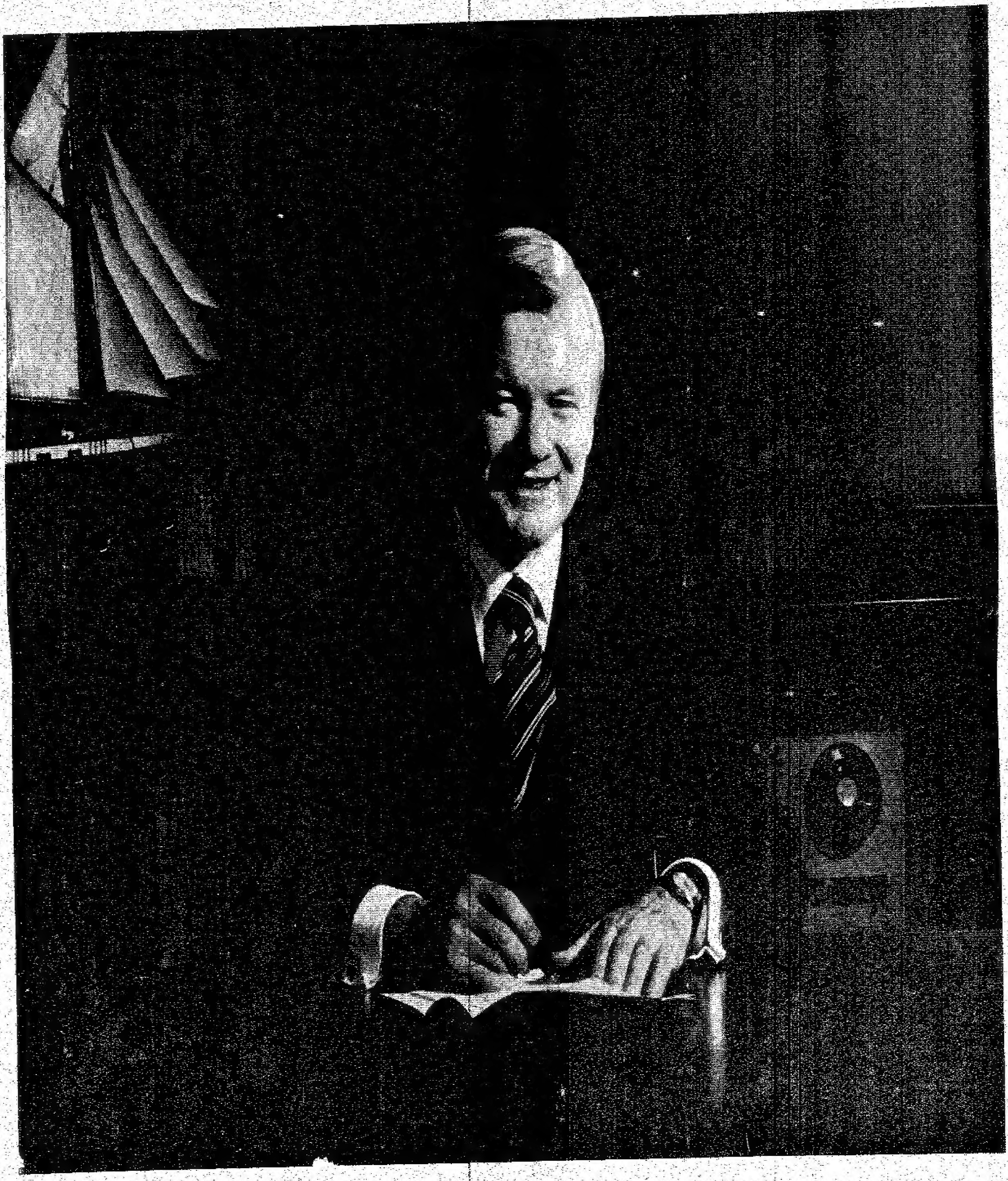

ہم انتہائی مسرت کے ساتھ، اپنی اور حکومت اونٹاریو کی جانب سے ماہنامہ آواز کے قارئین کو موسم سرما کی تعطیل کی مبارک باد دیتے ہیں۔

یہی وہ وقت ہے جب ہم اپنے عزیز و اقارب، دوست اور احباب کے ساتھ مل بیٹھتے ہیں۔

ہم آپ سب کے مشکور ہیں کہ آپ نے اپنی اپنی تہذیب و ثقافت سے ذریعہ کنیڈا کی ثقافت کو مزید مستحکم کیا ہے۔

خدا کرے کہ آپ اور آپ کے اہلِ خانہ، عزیز و اقارب اور دوست و احباب اس موسمِ سرما کی تعطیل سے لطف اندوز ہوں۔ اور نیا سال ۱۹۸۳ء آپ کیلئے بےشمار خوشیاں لائے۔

Bill Davis

ولیم۔ جی۔ ڈیوس

مکھیاں مارنا

"مکھیاں مارنا" لغوی معنوں میں بھی استعمال ہو سکتا ہے اور اصطلاحی معنوں میں بھی۔ مگر البتہ اصطلاحی معنوں میں ہی ہے وہ ظاہر ہے یہی ہو سکتی ہے کہ آج کل کا مکھیاں مارنے کا کام ہمارے ہاں ہوتا نہیں مگر مکھیاں مارنے یعنی بیکار رہنے کا کام ہر کوئی کرتا ہے۔ کسی نے مکھیاں مارنے کی ترغیب بھی دی گئی ہے اور کہا گیا کہ

چوالہ نہ ہمت کو یوں ہار دیو
جو بیکار ہو تو مکھیاں مار دو

لیکن یہ ترغیب ترقی نہ ہو سکی اور عمل نہ ہو سکی۔ اس کی کچھ وجہ ضرور ہوگی۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس کام کو اس قدر حقیر سمجھا گیا کہ بیکار بیٹھے رہنے کے باوجود مکھیاں مارنے کا شغل اختیار نہیں کیا گیا حالانکہ مکھیوں کی فراوانی رہی اور یہ احساس بھی رہا کہ انہیں کم ہونا چاہیئے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مکھیاں مارنا ایک مستعدی یعنی باقاعدہ کام ہے اور آج کل کا مستعنی ہے۔

خیر اس کی وجہ کچھ بھی ہو اب لغوی معنے کے سامنے آنے کے آثار پیدا ہوتے دکھائی دینے لگے ہیں۔ حال ہی میں یوم آزادی کی تیاریوں میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ جدید آبادی کا اعلان اس دن مکھیاں بھی ماری جائیں گے۔

مقررہ وقت پر پھانسی پر لٹکائے جانے کے باوجود وہ مزید پندرہ سال تک زندہ رہی

لندن کی میری گرین وہ خوش قسمت خاتون تھی جسے پھانسی پر لٹکا دینے اور اس کی موت کی طبی طور پر تصدیق کر دینے کے باوجود وہ مزید ۱۵ سال تک زندہ رہی۔ ۲۲ مارچ سن ۱۸۹۵ء کو میری گرین کو نیو گیٹ جیل لندن میں جعلی نوٹوں کی منتقلی کے جرم میں مقررہ وقت تک کے لئے پھانسی پر لٹکا دیا گیا۔ اس کے بعد جیل کے ڈاکٹر نے اس کی موت کی تصدیق کر دی اور لاش ورثاء کے حوالے کر دی گئی۔

لیکن جب اس کی لاش گھر لائی گئی تو اس کے ایک رشتہ دار نے اس کے جسم میں زندگی کے آثار دیکھے۔ چنانچہ فوراً ڈاکٹر بہ بدیل کو بلایا گیا اور صرف بیس منٹ کی مالش کے بعد ہی اس میں دوبارہ زندگی کے واضح آثار پیدا ہو گئے۔ اس کے بعد میری گرین کے وجود کو ہمیشہ راز میں رکھا گیا۔ اور وہ دوسرے نام سے موسوم ہوئی۔ پندرہ سال بعد اس کا حقیقی طور پر انتقال ہوا۔ ان پندرہ برسوں میں اس کی صحت بہت اچھی رہی اور سوائے آواز کے بیٹھ جانے کے اس میں کوئی اور جسمانی یا دیگر تبدیلی واقع نہیں ہوئی۔

ایم فیاض۔

آج
ہمیں
بابائے قوم
کا
یوم ولادت
مناتے وقت
ان کی تعلیم، اُن کے اصولوں اور اُن کے ارشادات کو دہرانا چاہیئے۔
یہی ہماری کامیابی کے ضامن ہیں
HOUSE OF HALAL MEAT
803 Danforth Avenue
Please Call ISMAIL At 461 2839

غزل

پروین شاکر

خوشبو ہے وہ تو چھو کے بدن کو گزر نہ جائے
جب تک مرے وجود کے اندر اتر نہ جائے

خود پھول نے بھی ہونٹ کئے اپنے نیم وا
چوری تمام رنگ کی تتلی کے سر نہ جائے

ایسا نہ ہو کہ لمس بدن کو عذاب ہو
جی پھول کا ہوا کی محبت سے بھر نہ جائے

اس خوف سے وہ پیار نبھانے کے حق میں ہے
کھو کر مجھے یہ لڑکی کہیں دکھ سے مر نہ جائے

پلکوں کو اس کی اپنے دوپٹے سے پونچھ دوں
کل کے سفر میں آج کی گرد سفر نہ جائے

میں کس کے ہاتھ بھیجوں اسے آج کی دعا
قاصد، ہوا، ستارہ کوئی اس کے گھر نہ جائے

غزل

اختر امام رضوی

خزاں کے تن پہ ہواؤں کے تازیانے لگے
بہ رنگِ زخم کئی پھول مسکرانے لگے

کسی کے شہر میں تو چاند بن کے ڈوب گیا
کسی کے ہاتھ تری یاد کے خزانے لگے

جنہیں بتایا تھا میں نے گدازِ گل کا اثر
وہ پتھروں پہ بھی داؤں آزمانے لگے

حیات سانس کے زنداں کا ایک لمحہ ہے
اسی ایک بات کو کہتے ہوئے زمانے لگے

یہ شب کے سائے مری خامشی کا حسن بھی تھے
مگر یہ سائے تو اب شور بھی مچانے لگے

بس ایک موت کی خواہش کو اور جینے دو
کہیں حیات کی یہ لاش تو ٹھکانے لگے

تڑ تڑ کو دکھاتے ہو زخم جاں اختر
مگر یہ لوگ مداوا کہاں بتانے لگے

خوشی یہی ہے ہماری کہ مطمئن ہوں آپ

THIS WEEK'S SPECIAL

Fresh Spring Lamb

BEEF

Grade A Chickens

HOUSE OF HALAL MEAT

803 Danforth Avenue
Toronto, Ontario

Please Call ISMAIL At 461 2839

Together we can get it right.

MULTICULTURALISM

موسیقی کا سیکھنا
جیسے کہ کسی نئے ملک میں قدم رکھنا
کچھ آسان نہیں۔
اس کے لئے ہوتا ہے درکار وقت
اور بے شمار کوششیں۔
ہوتی ہیں غلطیاں،
ہر کامیابی سے پہلے
حسن ترتیب اور ہم آہنگی سے رہنا
کوئی فرق تو نہیں، کیونکہ
ادراک و فہم، موسیقی کی طرح،
رفتہ رفتہ آتی ہے سمجھنے کے بعد

اتفاق سے اتحاد سے
ہم اسے اپنا لینگے۔

Multiculturalism Canada — Multiculturalisme Canada

Canada

مگر یہ حقیقت ہے

اعزازی ڈگریاں

آپ یقیناً یہ سن کر حیران ہوں گے کہ امریکہ کے مشہور ادیب رابرٹ فراسٹ نے ۴۰ سے زیادہ اعزازی ڈگریاں حاصل کیں لیکن خود کبھی کالج سے گریجویشن نہیں کیا۔

الٹا پرچم

جنگ کے دنوں میں فلپائن کا پرچم الٹا لہرا دیا جاتا ہے۔ یہ اس بات کی علامت ہے کہ فلپائن ان دنوں جنگ میں مصروف ہے۔

کتاب نہ ہوتی تو......

کتاب "انکل ٹامس کیبن" مصنفہ مسز اسٹو کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اگر یہ کتاب نہ لکھی جاتی تو ابراہیم لنکن امریکہ کا صدر نہیں بنتا۔

دعوے دار

مشہور یونانی شاعر ہومر کی جائے پیدائش کا دعویٰ یونان کے سات شہر والے کرتے ہیں ہر ایک شہر اپنی جگہ دلائل دیتا ہے اور ثابت کرتا ہے کہ ہومر اس شہر میں پیدا ہوا تھا جس کی وجہ سے آج تک یہ فیصلہ نہ ہو سکا کہ ہومر حقیقتاً یونان کے کس شہر میں پیدا ہوا تھا۔

جگنو کی روشنی

شاید آپ سمجھتے ہوں کہ ہر جگنو میں روشنی ہوتی ہے یعنی نر اور مادہ دونوں قسم کے جگنو روشنی دیتے ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ روشنی صرف مادہ جگنو ہی دیتی ہے۔

پیراک مسافر

ہیری واٹسن وہ شخص ہے جس نے سب سے کم وقت میں یعنی ۹ گھنٹے ۵۰ منٹ میں فرانس سے برطانیہ تک کا فاصلہ تیر کر طے کیا۔

ڈاک ٹکٹ

دنیا میں سب سے پہلے لوہے کے ڈاک ٹکٹ بھوٹان نے جاری کئے۔ بھوٹان نے ہی ۱۹۶۶ء میں سونے کے ٹکٹ بھی جاری کئے اس کے علاوہ قطر، ادمان، فجیرا اور ٹونگا وغیرہ کی ریاستوں نے بھی سونے اور چاندی کے ڈاک ٹکٹ جاری کئے ہیں۔

عریاں ڈاک ٹکٹ

دنیا میں سب سے پہلے اسپین نے ۱۹۳۰ء میں برہنہ تصویر کا ٹکٹ جاری کیا۔ اس کے بعد کئی چھوٹی چھوٹی ریاستوں نے بھی اس قسم کے ڈاک ٹکٹ جاری کئے۔

۱۸ انچ لمبا ڈاک ٹکٹ

دنیا کا سب سے بڑا ٹکٹ (۱۸ x ۳۱ انچ) کا ہے جس کا سائز نصف فٹ ہے۔ اور دنیا کا سب سے چھوٹا ڈاک ٹکٹ بولیور (جنوبی امریکہ) نے جاری کیا۔ اس کا سائز ۵۔۹ x ۸ ملی میٹر، یعنی ۸ x ۱۴/۳ انچ ہے۔

مجسمہ

رہوڈس کا مجسمہ جو دنیا کے سات عجائبات میں شامل ہے۔ یہ آٹھ دھاتوں سے بنایا گیا تھا اور اس کی ٹانگوں کے درمیان سے بحری جہاز گزر جاتے تھے اور یہ پوری بندرگاہ کو اپنی ٹانگوں کے درمیان لئے کھڑا تھا۔ یہ مجسمہ استداد زمانہ کے ہاتھوں مٹ چکا ہے۔

جو لوگ دنیا کو مقصود بنا کر اسی کے کمانے میں مشغول ہو جاتے ہیں وہ سدا پریشان رہتے ہیں کیونکہ ان کا مطلب ختم نہیں ہوتا، ان کا لالچ کبھی ختم نہیں ہوتا یہاں تک کہ زندگی ختم ہو جاتی ہے مگر ان کی حرص ختم نہیں ہوتی۔ (...)

صورتحال

احمد کمال

ہندوستان ایک بار پھر بٹ کر رہے گا!

"ہماری مقدس جنگ ۴ر نومبر سے شروع ہو جائے گی، ہم بھارت اور ساری دنیا میں پھیلے ہوئے سکھوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ جہاں کہیں بھی ہوں اس روز امرتسر پہنچیں ہم ۴ر نومبر کو ایک تاریخی مظاہرہ کریں گے اور پولیس نے اگر ہمارے خلاف کوئی قدم اٹھایا تو پھر ہماری پرامن تحریک عالمی سطح پر ایک مسلح جدوجہد کی شکل اختیار کرے گی۔

خالصتان کی تحریک اب ایک فیصلہ کن مرحلے میں داخل ہو چکی ہے، میں مغربی بنگال کے وزیراعلیٰ جوتی باسو کی امرتسر کے دورے کی پر خلوص دعوت دینے والا تھا، وہ ہمارے دوست ہیں کہ انہوں نے آنند پور صاحب ریزولیشن کی کھلم کھلا حمایت کی ہے، جس میں سکھوں کو خود مختاری دینے کا مطالبہ کیا گیا تھا۔

جہاں تک اندرا گاندھی کی مذاکرات کی دعوت کا تعلق ہے، تو میں آگاہ کر رہا ہوں کہ وہ اس پیش کش میں مخلص نہیں ہیں۔ اور حسب عادت ہمارے ساتھ سیاسی کھیل کھیلنے میں مصروف ہیں چنانچہ ان سے کسی بھی قسم کے مذاکرات کا اب سوال ہی پیدا نہیں ہوتا.....!

بھارتی حکومت ہماری تحریک کی شدت کو کم کرنے کے لئے وقت حاصل کرنا چاہتی ہے مگر ہم ایسا نہیں ہونے دیں گے، اور اپنا حق خود چھین کر دکھائیں گے، ہم گولی کا جواب گولی سے دیں گے۔

ہمیں معلوم ہے کہ بھارت میں سکھوں کے قتل کے لئے کانگریس آئی کے کارکنوں اور تربیت یافتہ غنڈوں کو بے دریغ جدید اسلحہ فراہم کیا جا رہا ہے تاکہ وہ اکالی دل کی تحریک کو کچل سکیں اگرچہ ان کی گرفتاریوں کا سلسلہ جاری ہے اور آج بھی ہمارے چالیس رہنماؤں کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ لیکن اگر اندرا گاندھی یہ سمجھتی ہیں کہ وہ اپنے ان ہتھکنڈوں سے سکھوں کو مرعوب کر لیں گی۔ تو ان کی بھول ہے، سکھ اب بیدار ہو چکے ہیں، ہندوؤں نے تقسیم پاک و ہند کے وقت جس طرح سکھوں کو اپنے مقاصد کے لئے آلہ کار بنا لیا تھا، اب وہ اپنی اس چال کا اعادہ نہیں کر سکیں گے انہوں نے ہمیں مسلمانوں سے لڑا کر ہمارے ساتھ بہت بڑا دھوکہ کیا تھا، ہم اب انہیں اس کا موقع نہیں دیں گے۔ اب ان سے ہماری جنگ شروع ہو چکی ہے، جو دنیا کے کونے کونے میں لڑی جائے گی!!"

یہ الفاظ سنت ہرچند سنگھ لونگووال کے تھے، جو اکالی دل کے صدر اور سکھوں کے ایک متفقہ قائد ہیں، انہوں نے حال ہی میں پورے بھارت میں سکھوں کی وسیع پیمانے پر گرفتاریوں اور پولیس فائرنگ کے نتیجے میں ہلاک ہونے والے سکھوں کے حالات سے ساری دنیا کو آگاہ کرنے کے لئے امرتسر میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کیا جس میں انہوں نے اندرا حکومت کے خلاف دنیا کے کونے کونے میں سکھوں کی جانب سے مسلح جدوجہد کے آغاز کا اعلان کیا۔ اور اندرا حکومت کی جانب سے مذاکرات کی ہر پیش کش کو مسترد کر دیا رات بھر جاری رہنے والے اعلیٰ سطحی اجلاس کے بعد، جس میں سکھ رہنماؤں نے حکومت کی جانب سے ۲۵ ہزار سکھوں کی رہائی کے خیر سگالی اقدام پر بھی غور و فکر کیا، سنت ہرچند سنگھ نے اجلاس کی مکمل کارروائی اور فیصلوں سے پریس کو آگاہ کیا۔

ادھر نئی دہلی میں جامع مسجد کے امام سید عبداللہ بخاری نے جو گذشتہ دنوں سنت ہرچند سنگھ لونگووال سے ملاقات کر کے آئے تھے، اعلان کیا کہ مسلمان سکھوں کی جدوجہد میں ان کی ہر طرح تائید و حمایت کریں گے۔ انہوں نے امرتسر کے اپنے دورے میں ایک دوسرے جوشیلے سکھ رہنما سنت جرنیل سنگھ بھنڈراں والا سے بھی مذاکرات کئے تھے اور گوردوارہ منجی صاحب میں سکھوں کے ایک عظیم اجتماع سے بھی خطاب کیا، جہاں حکومت کو گرفتاریاں پیش کرنے والے دو سو سکھوں کا نام بھی موجود تھا، انہیں امرتسر کے دورے کی دعوت شری سرومنی اکالی دل نے دی تھی۔

سید عبداللہ بخاری نے دہلی واپس آ کر بھی ببانگ دہل اعلان کیا کہ مسلمان تمام استحصال زدہ طبقوں کے پوری طرح حامی ہیں، اور ہم آنند پور قرارداد سمیت سکھوں کے تمام مطالبات کی نہ صرف حمایت کرتے ہیں بلکہ انہیں اپنا بھرپور تعاون بھی پیش کرتے ہیں۔ انہوں نے یہ انکشاف بھی کیا کہ "خالصتان" کا نعرہ درحقیقت خود کانگریس کے ذہن کی پیداوار ہے۔ جو اس نے ۱۹۷۷ء میں جب وہ حزب اختلاف میں تھی، جنتا کی حکومت سے سکھوں کو لڑانے کے لئے بلند کیا تھا اور یہ حرکت بالکل ویسی ہی تھی، جیسی ہندوؤں نے ۱۹۴۷ء میں سکھوں کو مسلمانوں سے لڑانے کے لئے کی تھی، اب اگر یہ نعرہ سکھوں میں مقبول ہو گیا ہے تو اندرا گاندھی اس پر چیں بجبیں کیوں ہوتی ہیں۔

مطالبہ خالصتان کے سلسلے میں سکھوں کی حالیہ تحریک کا پس منظر یہ ہے کہ گذشتہ ہفتے نئی دہلی میں سکھوں کے ایک جلوس پر پولیس نے اندھا دھند فائرنگ کی، جلوس ہر طرح پرامن تھا اور سکھ اندرا حکومت کے معاندانہ رویئے کے خلاف جو وہ سکھوں کے ساتھ ہر شعبۂ زندگی میں روا رکھے ہوئے ہے احتجاج کے طور پر جلوس نکال رہے تھے، پولیس فائرنگ کے نتیجے میں چار اہم سکھ رہنما موقع پر ہی ہلاک ہو گئے۔ سکھوں کا کہنا تھا کہ بھارت میں ان کے ساتھ دوسرے درجے کے شہریوں کا سلوک کیا جاتا ہے۔ اعلیٰ ملازمتوں کے دروازے ان پر بند ہیں، چنانچہ وہ چاہتے تھے کہ پنجاب کو زیادہ سے زیادہ صوبائی خود مختاری دی جائے۔ سنت گرو نامی تحریک کے ہر سکھ نوجوان پنجاب کے وزیراعلیٰ دربارا سنگھ کی برطرفی کا مطالبہ بھی کر رہے تھے، جسے وہ مکمل طور پر ہندوؤں کا ایجنٹ اور سکھوں کا غدار کہتے ہیں۔

اس پرامن جلوس پر پولیس کی فائرنگ کے بعد سکھوں میں اشتعال کی آگ پھیل گئی، چنانچہ ۷ اکتوبر کو امرتسر میں قیامت کا سماں تھا، سکھوں کے جتھے کے جتھے مختلف گوردواروں سے برآمد ہو رہے تھے اور جوشیلے نعرے لگاتے ہوئے اندرا حکومت کی پولیس کو گرفتاریاں دے رہے تھے سب سے پہلا جتھہ سردار جگجیت تلونڈی کی قیادت میں نکلا جو ہرچند اکالی دل کے مخالف سمجھے جاتے تھے تاکہ ہیں مخالفت کے باوجود سردار تلونڈی سنت ہرچند سنگھ کے ساتھ سکھ مفادات کے تحفظ کے لئے میدان میں نکل آئے ہیں۔

لدھیانہ سنٹرل جیل میں جہاں بے شمار سکھ ستیہ گرہی مقید ہیں اور دربارا سنگھ کا پتلا جلایا گیا اور جیل کے خیموں کو آگ لگا دی گئی۔ حکومت پنجاب کو جیل پر اپنا اقتدار برقرار رکھنا دشوار ہو گیا۔ چنانچہ وزیراعلیٰ دربارا سنگھ نے جیل میں بوڑھے اور کم عمر قیدیوں کو رہا کرنے کا اعلان کر دیا لیکن قیدیوں نے اپنے مطالبات کی منظوری سے قبل جیل سے رہا ہونے سے انکار کر دیا۔

اس پر حکومت نے قیدیوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر مزید نئے کیمپ جیل قائم کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس طرح کل کیمپ جیلوں کی تعداد دس ہو گئی جب کہ سارا ملا جیل پہلے ہی سکھوں سے بھرے ہوئے تھے، اور یہ تعداد دہلی میں نکلنے والے جلوس پر پولیس کی فائرنگ کے بعد سے بڑھتی ہی چلی جا رہی تھی۔

سردار تلونڈی کی گرفتاری کے اگلے روز پورا امرتسر زبردست ہنگاموں کی لپیٹ میں آ گیا کئی سرکاری بسیں جلا دی گئیں سرکٹ لائنیں توڑ دی گئیں اور ہندوؤں کی بے شمار دکانیں لوٹ لی گئیں، سکھوں کے ایک گروہ نے پولیس کمشنر کے دفتر کا گھیراؤ کر لیا، جب یہ گھیراؤ توڑنے کی کوشش کی گئی تو پولیس اور مظاہرین کے درمیان آتشیں اسلحہ کا کھلم کھلا استعمال شروع ہو گیا اگر گرفتار ہونے والے سکھوں کی تعداد ۲۵ ہزار سے متجاوز ہو چکی تھی، چنانچہ حکام نے ہنگامہ آرائی کرنے والوں کو دیکھتے ہی گولی سے اڑا دینے کا حکم جاری کر دیا۔ ۲۵ ہزار سے زائد سکھوں نے امرتسر میں مظاہرہ کیا جس سے سرکاری حلقوں اور عوام میں زبردست خوف و ہراس پھیل گیا، مظاہروں میں کم از کم ایک شخص ہلاک اور بے شمار زخمی ہوئے، امرتسر میں پورے ہندوستان سے آنے والے سکھوں کے اجتماعات ہو رہے تھے، سڑکوں پر پولیس کے ساتھ ساتھ فوج بھی مورچے سنبھال چکی تھی، اور یوں لگتا تھا جیسے امرتسر کو فساد زدہ شہر قرار دے کر مکمل طور پر فوج کی نگرانی میں دے دیا جائے گا، لیکن پھر اندرا حکومت کے وزیر داخلہ سیٹھی نے اچانک ہی مسز اندرا گاندھی کی طرف سے سکھوں کو مذاکرات کی پیش کش کر دی اور خیر سگالی کے جذبات کے اظہار کے طور پر فسادیوں کو دیکھتے ہی گولی مار دینے کا حکم بھی واپس لے لیا اور تقریباً دس ہزار سکھوں کو رہا کر دیا لیکن رہا ہونے والے سکھ جب امرتسر میں داخل ہوئے تو پولیس کے مظالم کی داستانیں سن کر سکھوں میں مزید اشتعال پھیل گیا اور مذاکرات کی پیش کش پر غور کرنے کے سلسلے میں سکھ رہنماؤں نے جو اجلاس طلب کیا تھا اس میں سنت ہرچند سنگھ لونگووال نے مجبوراً اندرا حکومت کی پیش کش کو مسترد کرتے ہوئے اس کے خلاف "مقدس جنگ" کا اعلان کر دیا۔

مشرقی پاکستان کو "بنگلہ دیش" میں تبدیل کرنے کے بعد مسز اندرا گاندھی نے دعویٰ کیا تھا کہ برصغیر میں دو قومی نظریہ کو وقت نے خود بخود غلط ثابت کر دیا ہے، انہوں نے قیام پاکستان کے محرک اس بنیادی نظریئے کا مضحکہ اڑانے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیا اور بیشتر مواقع پر یہی دعویٰ دہراتی رہیں، اُن کے ان دعوؤں کے جواب میں چین کے آنجہانی وزیراعظم چو این لائی نے جو الفاظ کہے تھے، وہ سنہرے حروف میں لکھے جانے کے قابل ہیں، انہوں نے کہا تھا کہ ..... "وہ وقت دور نہیں، جب بھارت اپنی اکائی کو سلامت نہ رکھ سکے گا۔ اور جس طرح اس نے بنگلہ دیش قائم کر کے پاکستان کے دو ٹکڑے کر دیئے ہیں اسی طرح ایک دن خود بھارت کے بھی ٹکڑے اڑ جائیں گے، اور دوسری تمام قومیں اپنی آزادی کے لئے مسلح جدوجہد کرنے پر مجبور ہو جائیں گی"۔

چو این لائی کے الفاظ وقت نے درست ثابت کر دکھائے ہیں۔ اور اب درحقیقت وہ وقت زیادہ دور نہیں رہا، جب موجودہ ہندوستان کی اکائیوں میں تقسیم ہو گا، ہندوستان بٹ کے رہے گا اور خالصتان بن کے رہے گا۔ کیونکہ سکھوں کا نعرہ اب "مقدس جنگ" میں تبدیل ہو چکا ہے اور اگر سکھ اپنی تحریک کو کامیابی سے ہمکنار کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں تو پھر اس میں کوئی شک ہی نہیں رہتا کہ ہندوؤں کے تسلط اور ظلم و ستم کی شکار دوسری پسماندہ اقوام بہت زیادہ دیر ہندوؤں کے پنجۂ ستم کے تسلط میں رہ سکیں گی۔ مسلم یا دلی تحریک ہو یا خالصتان کی تحریک ہر ایک کے پس منظر میں ہندوؤں کا نام نہاد جذبۂ حاکمیت ہی کارفرما ہے، جس معاشی اور سماجی استحصال کا شکار انہوں نے دوسری تمام اقلیتوں کو کر رکھا ہے اس کا لازمی نتیجہ ان کے خلاف انقلابی تحریکوں کی صورت ہی میں برآمد ہو گا، اور یہ تاریخ کا عمل ہے، جسے اندرا گاندھی یا کوئی دوسری ہستی بہت زیادہ دن جبر و استبداد کے ذریعے نہیں روک سکتی۔

یہاں یہ امر بھی قابل غور طلب ہے کہ مغربی بنگال کے کمیونسٹ وزیراعلیٰ نے نہ صرف سکھوں کے مطالبات کی بھرپور حمایت کی ہے بلکہ انہیں ہر طرح کی مدد کی یقین دہانی بھی کرائی ہے، اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ روسی اثر و نفوذ والے حلقے بھی "بھارت ماتا" کے ٹکڑے ہوتے دیکھنے کے متمنی ہیں۔ اور دل سے چاہتے ہیں کہ بھارت، جس قدر جلد ممکن ہو، ایک سے زائد آزاد اور خود مختار اکائیوں میں تقسیم ہو جائے تاکہ روس ان آزاد مملکتوں کو اپنے زیر اثر لا کے اور ایشیا میں ایک نیا سوشلسٹ بلاک قائم کرنے میں کامیاب ہو جائے، پاکستان کے دو بڑے صوبوں میں روس کے زیر اثر حلقوں کی سرگرمیاں کے مقاصد بھی یہی ہیں۔ لیکن اسے پاکستان سے کہیں زیادہ بھارت میں کامیابی حاصل ہو رہی ہے اگرچہ بھارتی سکھ ابھی تک روسیوں کے بہت زیادہ نزدیک جانے سے گریزاں نظر آتے ہیں۔ اور کمیونسٹوں کی جانب سے دست تعاون کو قبول کرنے میں تامل کر رہے ہیں لیکن موجودہ تحریک کے سلسلے میں کمیونسٹوں نے جس طرح انہیں اپنا تعاون پیش کیا ہے، اس پر سکھوں نے ان کی ہمدردی کا شکریہ بھی ادا کیا ہے۔ اس سے یہ بات بہت امکانی نظر آتی ہے کہ سکھ اب اس نکتے تک پہنچ چکے ہیں جہاں وہ اپنے دشمنوں تک کا تعاون حاصل کرنے میں ذرا بھی لیت و لعل نہ کر سکیں گے، اور کبھی وہ بھی ضرور مجبور ہو جائیں گے۔

جہاں تک سکھوں سے مسلمانوں کے تعاون کا تعلق ہے تو بھارت میں سکھوں اور مسلمانوں کی حالت ایک دوسرے سے زیادہ بہتر نہیں ہے دونوں اقلیتیں ایک ہی انداز میں ہندوؤں کے استحصال کی شکار ہیں۔ دوسرے سکھوں میں اب یہ احساس بھی بڑی شدت سے پھیل رہا ہے کہ تقسیم ہند کے وقت ہندوؤں نے انہیں اپنے مقاصد کے لئے آلہ کار بنایا تھا اور درحقیقت دو دوست اقلیتوں کو آپس میں لڑا کر اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کی تھی، انہوں نے دو بڑی اقلیتوں کو "لڑاؤ اور حکومت کرو" کے فارمولے کے تحت آپس میں بھڑا کر دونوں کا استحصال کیا۔ سکھوں اور مسلمانوں کے درمیان اشتراک عمل ان اقلیتوں کے حقوق کی بازیافت کے لئے ایک نیک شگون ہے سکھوں کی موجودہ تحریک جسے انہوں نے "مقدس جنگ" کا نام دیا ہے، چاہے کسی بھی انجام سے دوچار ہو، لیکن یہ بات اب بڑے وثوق سے کہی جا سکتی ہے کہ ہندوستان بہت زیادہ دیر اپنا موجودہ وجود برقرار نہیں رکھ سکے گا۔

احمد کمال — بنگلہ دیش کے وزیر اعظم [illegible] ارشاد نے یہاں ان ہڑتالی طلبوں کے ساتھ مذاکرات کئے جو [illegible] کے بعض شعبوں کو دارالحکومت سے باہر منتقل کرنے کے سرکاری فیصلے کے خلاف مظاہرہ کر رہے تھے۔

ZIA'S
VIDEO RENTAL

WE RENT

VCR'S MACHINE $10.00 PER DAY.

VIDEO MOVIES $2.00 PER DAY.
(INDIAN & PAKISTANI) ONLY.

NO MEMBERSHIP OR MINIMUM REQUIRED.

JUST CALL
274-8543

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "لوگو! جب تم میں فضول خرچی رائج ہو جائے گی تو تم مفلس ہو جاؤ گے"۔

بدشاہ کشمیر کا حاکم تھا تو اس نے اپنے دور حکومت میں ان کشمیری برہمنوں کو واپس وطن بلانے کے لئے کرنا تک اور بنگال تک سفارشیں بھیجیں جو کشمیر سے روٹھ کر ترک وطن کر گئے تھے۔ بڈشاہ نے انہیں وطن واپس بلایا۔ ہجرت اور واپسی کشمیری ادب اور کلچر میں ایک خاص موضوع رہا ہے۔ دراصل کشمیریوں کے ترک وطن کی داستان ہر زمانہ میں المناک رہی ہے۔ موجودہ تاریخ کے آغاز میں ڈوگرہ مہاراجہ گلاب سنگھ نے مسلمانوں کی نسل کشی کی ابتدا کی۔ اس نے اکثریتی مسلم علاقہ کو ہندو بستی بنانے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ کیونکہ اس کی سلطنت تھی عقوبت خانہ۔ سختی تھی کہ آبادی کے تناسب کو تبدیل کر دے۔ اس کے سنگین دور حکومت میں ہی مسلمانوں کو بے دردی سے قتل کرنے کا آغاز ہوا۔ اگر کوئی غیر مقامی باشندہ مسلمان کو قتل کر دیتا تو اسے صرف چند روپے ادا کرنا پڑتے، اور معاملہ ختم ہو جاتا۔ سفرناموں اور تاریخوں میں مذکور ہے کہ اس وقت دریا کول (سرینگر) پر ہر وقت کشمیری مسلمانوں کی لاشیں کھمبوں اور رسیوں سے آویزاں نظر آتیں۔ قحط سالی کے دوران مسلمانوں کو کشتیوں میں لے جا کر جھیل ڈل اور جھیل وولر میں غرق کر دیا جاتا۔ بیگار کا

لیاقت علی خان جنہوں نے تحریک کشمیر کے مسئلے کی حقیقت کو سمجھنے کی کوشش کی۔

ہاں میں حمیت کا نعرہ لگا کر کشمیر واپسی کے لئے دست بدعا رہا۔ یہی کیفیت علامہ اقبال کی بھی جو کہتے

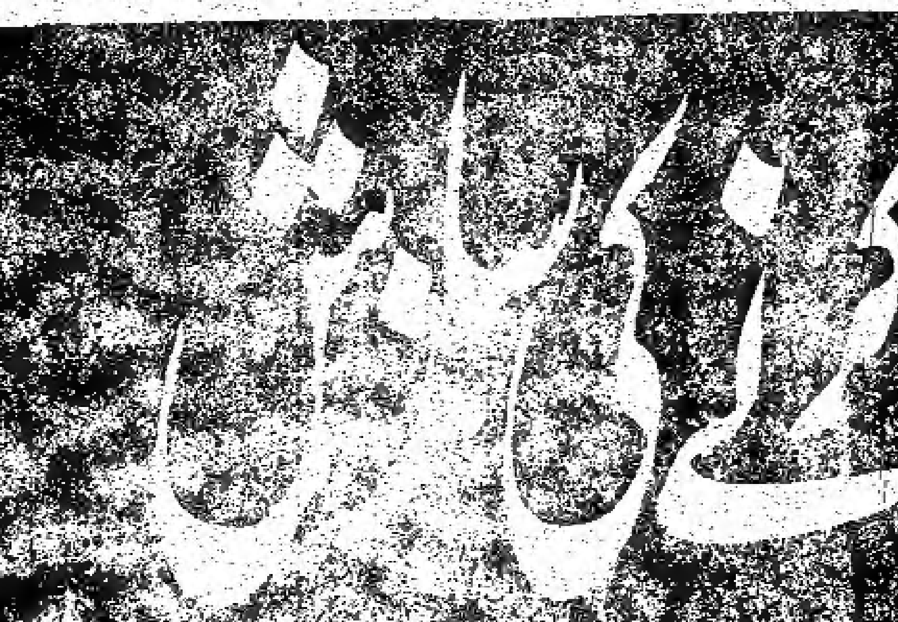

معاملہ مسلسل شروع کیا گیا۔ صوبہ کشمیر میں جموں کے ہندوؤں اور ڈوگروں کو جاگیریں دے کر آباد کیا جانے لگا اور ظلم کی یہ انتہا تک پہنچی کہ کشمیر میں مچھلیوں کا شکار ممنوع قرار دے دیا۔ اس حکم کے بارے میں اخبار "انڈین ڈیلی پرچہ" نے لکھا۔

"ایک انگریز افسر دریائے جہلم میں کشتی پر سیر کر رہا تھا۔ قصبہ کے نزدیک تھے۔ اس نے کیا دیکھا کر دریا کے کنارے ایک ویران جگہ پر تین کشمیری زنجیروں سے بندھے ہیں۔ ان کے جسم نیم برہنہ تھے۔ ان کے گلے میں سڑی ہوئی مچھلیوں کی مالائیں تھیں۔ انہیں تین دن اور تین رات ان سڑی ہوئی بدبودار اور متعفن مچھلیوں کی بو سونگھنے اور تڑپنے کے لئے چھوڑ دیا گیا ہے۔ نہ انہیں دانہ دیا جاتا ہے اور نہ پانی۔ ان کا قصور محض یہ تھا کہ انہوں نے پیٹ کی آگ بجھانے کے لئے مچھلی پکڑ کر اسے نوالہ بنانے کا اقدام اٹھایا۔ کشمیر میں اب صرف مچھلی ہی نہیں بلکہ ہر قسم کا گوشت اور مرغے وغیرہ بھی حرام کر دیئے گئے ہیں۔"

مہاتما گاندھی

اس ظلم و تشدد کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ مہاراجہ رنبیر سنگھ کو پنڈتوں نے بتایا کہ اس کے باپ کی آتما مچھلی میں داخل ہو کر آداگون کے چکر میں پھنس گئی ہے۔ چنانچہ کشمیر میں مچھلیوں کا شکار ممنوع قرار دیا گیا۔ اس کے ساتھ ہی کشمیر میں نو آبادکاروں کا سلسلہ شروع ہوا۔ اس میں کشمیر کے بدنام زمانہ پنڈت ذر شامل تھے ان کے بارے میں مشہور ہے کہ "ذر آباد۔ کشمیر برباد" مہاراجہ رنبیر سنگھ کے بعد مہاراجہ پرتاپ سنگھ کا دور آیا۔ یہ مہاراجہ صبح سے دوپہر تک کسی مسلمان کی صورت نہیں دیکھتا تھا۔ اسی کا زمانہ میں آریہ سماج کا بانی سوامی دیانند سرسوتی نے اس کو مشورہ دیا کہ اس ملک کو آریہ ورت کا ملک بنانا چاہیئے اور ملیچھ (مسلمانوں) کو راج پاٹھ سے الگ رکھنا چاہیئے۔"

چنانچہ ریاست میں غیر مقامی ہندوؤں کی یلغار شروع ہو گئی اور مہاراجہ غیر مقامی ہندوؤں کو دھڑا دھڑ لانے لگا۔ سرکاری عہدوں پر تمام ہندو چھا گئے تجارت اور معیشت پر ان کا قبضہ ہو گیا۔ اس صورت حال سے ریاستی باشندے بلا امتیاز مذہب و ملت پریشان ہونے لگے۔ خاص طور پر کشمیری پنڈت اور جموں کے ہندو سرمایہ دار گھبرا گئے۔ پھر قدرت کے بھی اپنے رنگ اور انداز ہوتے ہیں یہ وہ ۱۹۲۲ء کا سال ہے۔ راجہ ہری سنگھ ان دنوں اپنے بوڑھے چچا مہاراجہ پرتاپ سنگھ کے خلاف

سازشوں میں مصروف تھا کیونکہ ... اپنے سرگرمیاں جاری

اور خود اپنی پالیسی دوانیوں کے پس منظر میں اسے خدشہ تھا کہ مہاراجہ پرتاپ سنگھ کہیں اسے راج تلک سے محروم نہ کر دے چنانچہ وہ بھی اس جذبے کے ساتھ مل گیا اور اس طرح سے دو شکاریوں کے درمیان سمجھوتہ ہو گیا۔ آخر کار جموں و کشمیر میں "سٹیٹ سبجیکٹ" کا قانون بنا دیا گیا۔ جس کے تحت غیر مقامی لوگوں کے لئے ریاست میں جائیداد کی خرید ممنوع قرار دی گئی۔ اس وقت کشمیر میں ۸۵ فیصد جاگیریں ہندو ڈوگروں اور پنڈت جاگیرداروں کے پاس تھیں۔ جب شیخ محمد عبداللہ ۱۹۴۷ء کے اواخر میں برسراقتدار آئے تو انہوں نے تمام جاگیریں بحق سرکار ضبط کر کے مزارعین کو بانٹ دیں۔ اس وقت شیخ محمد عبداللہ کی مخالفت کی ایک وجہ یہ بھی تھی۔ اب تاریخ کی ستم ظریفی ملاحظہ فرمائیے کہ مہاراجہ ہری سنگھ کے فرزند ڈاکٹر کرن سنگھ سابق صدر ریاست اور گورنر کشمیر ریاست کی خصوصی حیثیت کو ختم کرنے کے حامی ہیں۔ ان پر یہ الزام لگایا جا رہا ہے کہ وہ غیر مقامی ساہوکار ہندوؤں کی راہ میں رکاوٹ ہیں کوئی قباحت نہیں سمجھتے تاکہ کشمیر کی زمینیں کسی طرح غریب کشمیری مسلمانوں کے ہاتھ سے نکال کر ہندو سرمایہ داروں کے پاس چلی جائیں اور وہ ادھر بیان ابادہو کر کشمیر کے مسلمانوں کو اقلیت بنا دیں۔ ریاست جموں و کشمیر کو ہندو ریاست بنانے کی تحریک بہت پرانی ہے۔ اس کا اظہار کیا گیا۔ جس کے پس منظر میں سوامی دیانند سرسوتی پیش پیش تھے۔ جو آریہ سماج کے بانی تھے

اتفاق سے مہاراجہ ہری سنگھ بھی آریہ سماج سے وابستہ تھے۔ چنانچہ جب ہری سنگھ برسراقتدار آیا تو ہندوؤں نے اس تحریک کو چلایا ... بالخصوص لاہور کا "ملاپ" ان کا ترجمان تھا ... ۱۵ مئی ۱۹۲۵ء کو "ملاپ" نے لکھا ...

"ہم بھی ایک نیا گل کھلائیں گے۔ اور اس گل کی مہک کابل سے کلکتہ اور کشمیر سے راس کماری تک پھیل جائے گی۔ یہ گل ہندو سنگٹھن ہے۔ اس سے ہندو ریاست قائم ہو گی۔ پورن شدھی ہو گی۔ اور افغانستان کی سرحد فتح ہو گی۔ یہ سب معجزے اور کرامات ظہور میں آئیں گے۔"

جب ہندو سنگٹھن کی طاقت سے سوراجیہ لینے کا وقت قریب آئے گا۔ اس وقت ہندو مہاسبھا اپنے فیصلہ کا اعلان کرے گی کہ ہندو ریاست میں مسلمانوں اور عیسائیوں کے فرائض اور حقوق کیا ہوں گے اور ان کی شدھی کی کیا شرائط ہوں گی۔" (ملاپ لاہور ۲۵ مئی ۱۹۲۵ء)

بہرحال ریاست میں تحریک آزادی کشمیر جاری ہوئی۔ جو ۱۹۳۱ء میں انقلابی صورت میں سامنے آئی۔ یہ لیے انتہائی ظلم و جبر کے خلاف ایک زبردست تحریک تھی۔ لیکن ہندو اخبارات نے اسے جس نظر سے دیکھا اس کا اظہار "ملاپ" کے ایڈیٹر مہاشہ خوشحال چند نے یوں کیا۔

"ریاست جموں و کشمیر میں مسلمانوں کا بغاوت کے لئے تیار ہونا ایک سازش کا نتیجہ ہے۔ ضرورت ہے کہ اس سازش کا قلع قمع کیا جائے اور اس کے جو بیج اس وقت کشمیر میں پھوٹ رہے ہیں۔ ان کو اکھاڑ پھینکا جائے۔"

(ملاپ ۱۷ جولائی ۱۹۳۱ء)

بعض کم ہندوؤں اور ہندو پریس نے کشمیر کی تحریک حریت کو شمالی ہندوستان میں اسلامی راج قائم کرنے سے تعبیر کیا۔ چنانچہ پنجاب کا ایک لیڈر لالہ ہردیال جو کٹر ہندو مہاسبھائی تھا نے یہ تحریک پیش کی کہ ریاست جموں و کشمیر اور صوبہ سرحد میں مسلمانوں کی اقلیت میں تبدیل کر دیا جائے

کشمیری مہاجرین کے لٹے پٹے قافلے۔ ڈوگرہ راجہ کی فوجوں نے انہیں گھر بار چھوڑنے پر مجبور کر دیا

پنڈتوں نے راجہ کو بتایا کہ اس کے باپ کی روح مچھلی میں داخل ہو کر آواگون کے چکر میں پھنس گئی ہے چنانچہ کشمیر میں مچھلی کا شکار ممنوع قرار دیا گیا نتیجہ یہ نکلا کہ بھوک سے عاجز آ کر مچھلیاں پکڑنے والوں کو اذیت ناک سزا دی گئی!

کشمیر کی ۸۵ فیصد جاگیریں

ہندو ڈوگروں کے پاس تھیں

اور آگے یہ دولت کی تقسیم کو ناقابل تسخیر بنایا جائے۔ اسی زمانہ میں لاہور کے مشہور ہندو لیڈر گوکل چند نارنگ نے ۱۹۳۱ء کے اواخر میں مہاراجہ کشمیر کو لکھا کہ جب تک آپ ہمارے مشوروں پر کان نہ دھریں گے۔ آپ چین کی بنسری نہ بجا سکیں گے۔ آپ کو کشمیر کی سرحدیں پنجاب کے ہندوؤں کے لئے کھلی چھوڑ دینی چاہیئے۔ پنجاب وسیع آبادی کا صوبہ ہے۔ اور اگر چند لاکھ ہندو کشمیر جا کر آباد ہو جائیں گے۔ تو اس سے ریاست کی آبادی کے تناسب میں بڑا فرق پڑ جائے گا۔ واقعات اس امر کے شاہد ہیں کہ اس دور میں آل انڈیا مہاسبھا کے سیکرٹری پنڈت راج جین سرینگر آئے ان کو مہاراجہ کی سرکاری حمایت حاصل تھی۔ یہ اس تحریک کا آئینہ دار گلینسی کمیشن کے سلسلہ میں سناتن دھرم ینگ مینز ایسوسی ایشن (یووک سبھا) سرینگر کے لیڈروں نے جو میمورنڈم پیش کیا اس میں اپنے آپ کو پنڈت کی جگہ کشمیری ہندو کہلانے پر اصرار کیا اور یہی نام میمورنڈم میں بھی درج کیا گیا۔

کشمیریوں کی نسل کشی

اس وقت میں ہندو ہر طرح سے ریاست جموں و کشمیر کو یکسر ہندو ریاست بنانے کے منصوبے تراشتے رہے۔ سرینگر میں ور خاندان اس ضمن میں پیش پیش تھا اور جو ہم میں ماسٹر بوالم ... سنگھ کی سنتا ... بن گئی تھی۔ جموں اور سرینگر میں مہاسبھائی لیڈروں کی آمد و رفت کا معمول بن گئی۔ ویر ساورکر، اجاریہ نرندر دیو، بھائی پرمانند، بیا پرشاد مکرجی کے دورے اس سلسلہ میں قابل ذکر ہیں۔ تقسیم ہند سے قبل یہ تمام عناصر ریاست میں پہنچ چکے تھے۔ اب اس سازش میں ڈوگرہ خاندان برابر کا شریک تھا۔ پنجاب ہائی کورٹ اور پنجاب باؤنڈری کمیشن کا جج مہر چند مہاجن حکومت کشمیر کا قانونی مشیر تھا۔ اس کا اور مہاراجہ کشمیر کا ایک ہی نصب تھا۔ چنانچہ باؤنڈری کمیشن کی سازش سب کے علم میں ہے۔ لالہ مہر چند مہاجن آریہ سماج کا مشہور لیڈر تھا۔ اس سے معاہدہ تھا کہ وہ ریاست کو بھارت کے ساتھ ملانے کا راستہ نکالے۔ اس سازش میں لارڈ ماؤنٹ بیٹن بھی شریک تھا۔ چنانچہ مہر چند مہاجن کو کشمیر کا وزیراعظم مقرر کیا گیا۔ پنجاب کا ایک اور متعصب لیڈر رام لال بترہ اس کا دست راست تھا۔

۱۹۴۷ء کے مارچ کے مہینہ میں مہاراجہ پٹیالہ اور مہاراجہ کپور تھلہ مہاراجہ کشمیر کی دعوت پر ریاست میں آئے۔ جہاں یہ ریاست جموں و کشمیر میں مسلمانوں کا قتل کرنے اور اسے ہندو اکثریت کی ریاست بنانے کا خفیہ منصوبہ طے پایا۔ اس کے بعد ہی پونچھ اور کوٹلی کے علاقوں میں ڈوگرہ فوج نے قتل و غارت شروع کر دی۔ اس کے خلاف پونچھ میں شدید ردعمل ہوا۔ اور مجاہدین نے بھی علم بغاوت بلند کر دیا۔ اور ڈوگرہ فوج پسپا ہونے لگی۔ اس وقت کی اس تاریخی حقیقت کے آج بھی سینکڑوں عینی شاہد موجود ہیں کہ جب مہاراجہ کشمیر سرینگر سے فرار ہوا تو اس کی مہارانی تارا دیوی نے ایک بہت بڑا ماتم کیا۔ اپنے ایک کھلی کار میں بیٹھ کر اپنے بال اس انداز سے بکھیر دیئے۔ جیسے ماتم کر رہی ہو۔ اس نے اپنے ہاتھوں میں ایک مورتی کو گود میں لیا ہوا تھا۔ اور لوگوں کو قتل و غارت پر اکسا رہی تھی۔ اس کے اس سوانگ سے جموں میں فسادات کی آگ بھڑک اٹھی۔ اس سے

(باقی صفحہ ۷ پر)

پنڈت نہرو

فرقہ پرست

ہندو جماعتیں بل کی

شدید مخالفت کر رہی ہیں

تھے کہ

دردیش خداست نہ شرقی ہے نہ غربی
گھر میرا نہ دلی نہ صفاہان نہ سمرقند

لیکن وطن کی یاد انہیں بھی تڑپاتی رہی۔ اور وہ نغمہ یہ کہتے

تم گئے رخیابان جنت کشمیر

تاریخ بتاتی ہے جب سلطان زین العابدین

سلطان زین العابدین نے روٹھ کر ترک وطن

کرنے والے کشمیری برہمنوں کو واپس وطن بلا لیا تھا

عورت: عورت ایک تصویر کی مانند ہے جو جاہل آدمی کے ہاتھ لگ جائے تو اپنی کچھ قدر و قیمت نہیں رکھتی لیکن صاحب دانش بیش قیمت خیال کرتے ہیں۔ نپولین

چند ایک عورتیں جو رونا شروع کر دیں تو ان کے آنسو روکنے سے زیادہ آسان کام سمندر کے طوفان کے آگے بند باندھنا ہے۔ ملٹن

80 سالہ دُولہا 75 سالہ دُلہن

بارات فیض باغ سے شاہدرہ گئی

دونوں کے نواسے نواسیاں تقریب میں شریک ہوئے

لاہور ———— لاہور میں ایک ۸۰ سالہ ریٹائرڈ ریلوے ملازم نے ایک ۷۵ سالہ خاتون سے شادی رچالی۔ اس شادی میں دولہا محمد یوسف کی بیٹیوں، نواسے نواسیوں، پوتوں پوتیوں، اعزا اور محلہ داروں نے بھی شرکت کی۔ فیض باغ کے علاقہ پرانی چونگی کے احاطہ نمبر ۳ سے بارات شاہدرہ تاؤن گئی۔ جہاں بارات کو کھانا کھلایا گیا اور شادی کی رسومات ادا کی گئیں۔ بارات دلہن کو رخصت کر کے واپس فیض باغ پہنچی۔ جہاں خوشی و مسرت کے نعروں سے دلہن کا استقبال کیا گیا۔ محلہ کی عورتیں دلہن کو دیکھنے آئیں، "منہ دکھائی" ادا کی گئی اور دولہا کی طرف سے مہمانوں اور آنے جانے والوں کی تواضع کھانے اور مٹھائی وغیرہ سے کی گئی۔

۸۰ سالہ دولہا مولوی محمد یوسف ریٹائرڈ ریلوے ملازم ہیں۔ ان کی پہلی بیوی دس سال قبل فوت ہو گئی تھی۔ اس کے بطن سے دو بیٹیاں پیدا ہوئیں جو اب شادی شدہ اور بال بچوں والی ہیں۔ ۷۵ سالہ دلہن بی بی بھی بیوہ ہے ان کا ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہے جو شادی شدہ اور بال بچے دار ہیں۔ ان کا سابقہ شوہر دس سال قبل وفات پا گیا تھا۔ مولوی محمد یوسف کے ایک عزیز مشرف میاں کے مطابق دونوں بچپن سے ہی ایک دوسرے کو چاہتے ہیں۔

محلہ سے ذرائع سے کہ مطابق محمد یوسف اور ان کی نئی دلہن اوائل عمر میں ایک دوسرے کے پڑوسی تھے۔ جوانی میں محمد یوسف نے بی بی سے شادی کی خواہش کی تھی۔ مگر ان کی شادی نہ ہو سکی اور پھر دونوں کے والدین نے ان کی شادی اپنی مرضی سے کر دی۔ مگر آج تقریباً ساٹھ سال بعد محمد یوسف کی یہ دلی خواہش بطریق احسن اور شرعی طریقہ سے پوری ہو گئی۔ دولہا اور دولہن حیثیت یا ذکی سیر کر جانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ مولوی محمد یوسف اپنی عمر ۸۰ سال کے لگ بھگ بتاتے ہیں تاہم ان کی صحت بہت اچھی ہے۔ جب ہمارا نمائندہ شادی والے گھر پہنچا اور مولوی صاحب کی تصویر بنانا چاہی تو انہوں نے اسے غیر اسلامی قرار دے کر تصویر بنانے سے انکار کر دیا۔ مگر بڑے میاں کے اعزا اور نواسے نواسیاں تصویر بنوانا چاہتے تھے انہوں نے مولوی صاحب کو کسی نہ کسی طریقے سے بٹھا دیا۔ اور یوں ان کی تصویر بنائی گئی۔ تاہم اس وقت دولہا دلہن دونوں مسکرا رہے تھے۔

۵۰ روپے کی خاطر ساتھی کو ہلاک کر دیا

کراچی ———— قائد آباد میں ایک مزدور نے اپنے ساتھی مزدور کو پچاس روپے کا تقاضا کرنے پر ہتھوڑا مار کر ہلاک کر دیا۔ تفصیلات کے مطابق قائد آباد کے علاقے میں ایک شخص [illegible] قتل کر دیا۔ بتایا جاتا ہے کہ مزدوری کی رقم کا تقاضا کر رہا تھا [illegible] رشتہ داروں نے مقتول کے تعاقب سے مشتعل ہو کر اور ہتھوڑا اٹھا کر اس کے سر پر مارا جس کی تاب نہ لا کر وہ چل بسا۔ بعد ازاں ملزم خود تھوڑی دیر بعد پولیس تھانے پہنچ گیا جسے پولیس نے گرفتار کر لیا ہے۔

[illegible]

اب کیا اسملی نے جاہ بن کی واپسی کا یہی منظور کیا ہے وہ ان عناصر کے اعصاب پر سوار ہو گیا ہے جو کشمیر کے مسلمانوں کو مرتبے لیس اور اقلیت میں دیکھنا چاہتے ہیں۔

درگاہ پرشاد دھر کے ساتھ جو دوسرا ہندو لیڈر سرگرم عمل رہا وہ جموں کا پرونیسر بلراج مدھوک ہے۔ جو بھارت کی جن سنگھ کا لیڈر اور آج کل وک ٹرک پالیسی کا لیڈر ہے جموں میں ۱۹۴۹ میں شیخ محمد عبداللہ برسر اقتدار [illegible]

لاکھوں روپے کا اسلحہ اور افیون بھارت اسمگل کرنیکی کوشش

رینجرز سے مقابلے کے بعد اسمگلر فرار، جی ٹی روڈ پر ۱½ کروڑ روپے کی چرس پکڑی گئی

لاہور ———— پنجاب رینجرز نے لاکھوں روپے مالیت کی افیون اور اسلحہ بھارت اسمگل کرنے کی ایک کوشش ناکام بنا دی۔ تفصیلات کے مطابق [illegible] تفصیلات کے مطابق ڈپٹی ڈائریکٹر اینٹی نارکوٹکس [illegible] کو اطلاع ملی تھی کہ منشیات کے اسمگلر بیرون ملک برآمد کرنے کے لئے [illegible] جی ٹی روڈ پر ایک چھاپہ مار پارٹی تعینات کر دی صبح دس بجے کے قریب چھاپہ مار پارٹی نے [illegible] ایک ٹرک روکا [illegible] ۲ کروڑ روپے [illegible] ماشی محمد کو گرفتار کر لیا گیا۔

بقیہ: مسلمانوں کیخلاف سازش

پہلے ہی مشرقی پنجاب سے راشٹریہ سیوک سنگھ کے رضاکار جموں پہنچ چکے تھے۔

انہوں نے کٹھوعہ، ریاسی اور رام نگر میں آگ لگا دی اور مسلمانوں کا قتل عام شروع کر دیا یہ حقیقت ہے جموں پہنچ کر اس خدمت گری کی [illegible]

[illegible]

انتہائی سخت آزمائش

٭ تحریک استقلال پاکستان کے نائب صدر پروفیسر خورشید احمد نے کہا ہے کہ حضرت عشرت کی آزمائش بلا عشرت زیادہ سخت آزمائش ہے۔ اس سلسلے میں انہوں نے ایک تاریخی واقعہ کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ امام احمد بن حنبل نے فرمایا کہ مجھ پر کوڑے برسائے گئے اگر کسی ہاتھی کو مارے جاتے تو وہ اس صدمہ سے مر جاتا لیکن جب مجھے اشرفیوں کا توڑا پیش کیا گیا تو یہ میرے لئے انتہائی سخت آزمائش تھی۔

عورتیں بندروں کو اپنا دودھ پلاتی ہیں

شمالی بورنیو میں ایک قبیلہ پتھر کے دور کی زندگی گزار رہا ہے

کوالالمپور ———— (اے پی پی/ رائٹر/ ڈی پی اے)

شمالی بورنیو کے پہاڑی جنگل کے علاقے میں ایک چھوٹا سا قبیلہ آج بھی پتھر کے دور کے حالات میں زندگی گزار رہا ہے [illegible]

[illegible]

دیکھی گئی ہیں۔

بقیہ صفحہ ۲ سے آگے

تب سے یہ جماعت بھی دو حصوں میں بٹ چکی ہے ایک جمعیت نوابی گروپ دوسرا استحکام پاکستان کونسل کے نام سے کام کر رہا ہے۔

ہمارے خیال میں سیاسی جماعتوں کی مذکورہ پالیسیاں کوئی ایک دن کی پیداوار نہیں ہیں، جس [illegible]

[illegible]

انہیں اپنے تجزیئے میں امید مملکت پر نظر رکھنی اور اس ضمن میں اپنی جماعت کا نقطہ نظر مرتب کرنا پڑے باہمی رواداری اور تحمل کے ماحول میں اگر ہم نے ایسا کیا تو اس کے کئی فوائد ممکن ہیں۔

(۱) رد عمل کا وہ عنصر جو بند رہنے سے خطرناک گتیں بن جایا کرتا ہے اس کا راستہ مل جانے پر قومی مفادات کے لئے کسی خطرہ کا موجب نہیں ہوگا۔

(۲) سیاسی جماعتیں ایک مثبت راستہ مل جانے پر اپنی کمزوریوں کو دور کرنے پر مجبور ہوں گی۔

(۳) [illegible]

(۴) [illegible]

پس پاکستانی قوم اس ملک کی منتظر ہے۔

We Need HOMES

We have many buyers who want to relocate in your area.

For fast action and Free Valuation please call anytime.

We arrange mortgages.

Please contact:

MRS. MODI 272-0952

MRS. M. MODI, Real Estate Broker
3085 QUEEN FREDERICA DRIVE, SUITE 707
MISSISSAUGA, ONT. L4Y 3A3 Phone: 272-0952

(This is not intended to solicit any property already listed for sale)

کشمیر

ہر طرف صبح کی للکار رہے گی لوگو
وقت کے چہرے پہ یلغار رہے گی لوگو
حق و باطل میں جو پیکار رہے گی لوگو
دستِ مفلوج میں تلوار رہے گی لوگو

ہم کہ ہر وقت گرفتار بلا رہتے ہیں
ہم سنگینوں کے سائے میں بھی سنس کر بولے
ہم نے حق بات کی ہر وقت حمایت کی ہے
کتنے ہی ظلم سہے پھر بھی قدم نہ ڈولے

کب تلک بکھریں گے اوراق گل ولالہ کے
خون کے چھینٹے رگ گل پہ آئینگے کب تک
توڑ ہی دیں گے فسون شب تار ہمیں!
اور اب ظلم و ستم تیر سہیں گے کب تک

منتظر ہیں کہ ابھر آئیگا خورشید نیا
اور شب تار کو اس طرح نگل جائیگا
جس طرح چاند گرہن چاند نگل جاتا ہے

عاشق کاشمیری

اسلام، سچا مذہب ہے، جس کی رہنمائی، زندگی کے ہر معاملہ میں نجات و عظمت کی ضمانت ہے۔

یہی ایک بنیادی امتیاز ہے جو دوسرے مذاہب اور اسلام میں نمایاں ہے۔

انٹرویو

رحمت علی

بھٹو نے مجھے کہا تھا: یہ شخص (شریف الدین پیرزادہ) بھارتی ایجنٹ ہے لندن جاؤ اور اس کے خلاف ثبوت فراہم کرو

ریٹائرڈ جسٹس شیخ شوکت علی

خوش شکل، خوش لباس، چہرے پر متانت، بات ونگفتگو میں شائستگی، بدعنوانیوں کے خلاف برسرِ پیکار۔ یہ ہیں سابق جسٹس شیخ شوکت علی۔ ۱۹۶۵ء میں جب شیخ شوکت علی ۴۰ سال کے تھے تو وہ سابق مغربی پاکستان ہائی کورٹ کے جج بنائے گئے۔ ستمبر ۱۹۶۸ء میں ان کی بعض "آئینی" ریمارکس حکومت کو ناگوار گزریں اور ایسے حالات پیدا کئے گئے کہ وہ مستعفی ہو کر دوبارہ بار میں آ گئے۔ ایک جج کی حیثیت سے ہمیشہ آئین اور قانون کے تقدس کی بے حرمتی کرنے والوں کے خلاف بڑی بہادری سے ڈٹے رہے۔ انہوں نے ایک مشہور مقدمہ بیگم حسن بنام حکومت میں فیصلہ سنایا کہ اعلیٰ عدالتوں کے اختیارات کو کسی قانون کے تحت محدود نہیں کیا جاسکتا۔ اعلیٰ عدالتیں INHERENT POWERS کی روشنی میں کسی بھی قانون کو کالعدم قرار دے سکتی ہیں۔ یہی فیصلہ بعد ازاں مقدمہ عاصمہ جیلانی بنام حکومت کے فیصلے کی بنیاد بنا۔ ۱۹۷۵ء میں انہوں نے لاہور ہائی کورٹ بار ایسوسی ایشن کی صدارت کے انتخابات میں حصہ لیا اور سابق وفاقی وزیر قانون میاں محمود علی قصوری اور کالعدم پیپلز پارٹی کے امیدوار شیخ عبدالرشید کو شکست دے دی۔

سوال: وہ کون سے عوامل ہیں جن کی بنا پر آپ عملی سیاست میں حصہ لینے پر مجبور ہوئے؟

جواب: میں بنیادی طور پر ہر قسم کی بدعنوانی، ظلم و ستم اور استحصال کے خلاف ہوں مجھے ان سے شدید نفرت ہے میں ان کے خلاف عملی جنگ لڑنے کے لئے ہی عملی سیاست میں آیا۔ میں خود بھی بدعنوان عناصر کی ایک بڑی گہری سازش کا شکار ہوا تھا۔ میں اس وقت ہی سمجھ گیا تھا کہ بدعنوان عناصر کے بڑے لمبے ہاتھ ہوتے ہیں۔ اور ان کے آپس کے رشتے ناطے ایک مضبوط لابی کی حیثیت سے کام کرتے ہیں۔ میں اسی مشن کے ساتھ عملی سیاست میں آیا۔ میں ہر شخص کے ساتھ چلنے کو تیار ہوں جو تمام بدعنوانیوں، ظلم و ستم اور استحصال کے خلاف جنگ اپنے عقیدے کا لازمی حصہ سمجھتا ہو۔

سوال: ۱۹۷۲ء کے موسم گرما میں مرحوم وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو نے آپ کو وفاقی حکومت کی اسٹیبلشمنٹ ڈویژن کے قانونی مشیر کے عہدے کی تقرری دی تھی۔ آپ اس عہدے پر دو مہینے بھی نہ چل سکے اور وہاں سے باہر آ گئے۔ آخر اس کی کیا وجوہات تھیں؟

جواب: میں ۱۹۷۲ء میں مرحوم وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو سے ملا تھا تو انہوں نے مجھے یہ تاثر دیا کہ وہ وفاقی اور صوبائی سروسز اور عدلیہ میں ہر قسم کی بدعنوانی کو ختم کرنا چاہتے ہیں۔ میں خود بھی اسی موضوع پر ان سے بات کرتا رہا۔ اسی ملاقات میں مجھے اس عہدے کی پیشکش کی گئی میرے ہی مشورے پر ایک باقاعدہ سیل تشکیل دیا گیا۔ اور میرے ہی نامزد کردہ پولیس افسران اس کے باقاعدہ ارکان بنائے گئے۔ اس سیل کے سربراہ مسٹر نجف خان تھے۔ جو قانونی طور پر وزیر اعظم کے ماتحت تھے لیکن عملی طور پر انہیں میری ہی ہدایات پر عمل پیرا ہونے کا فرض سونپا گیا تھا۔ اس سیل کے قیام کا مقصد بدعنوانیوں کا خاتمہ تھا۔ وفاقی حکومت اور صوبائی حکومتوں کی اعلیٰ سروسز اور عدلیہ میں بدعنوان عناصر کا سراغ لگانا۔ ان کے خلاف تحقیقات کرنا اور ٹھوس ثبوت کے ساتھ وزیر اعظم کو فوری کارروائی کے لئے سفارش کرنا اس سیل کے مقاصد تھے۔ مجھے مرحوم وزیر اعظم بھٹو نے عدلیہ کے گیارہ ارکان کی فہرست بھی دی۔ اور ساتھ ہی ان کے بارے میں تحقیقات کی ہدایت کی۔ مجھے اب بھی یاد ہے کہ اس وقت کے لاہور ہائی کورٹ کے چیف جسٹس مسٹر انوار الحق نے اس بارے میں میری بڑی مدد کی تھی۔ مسٹر انوار الحق ایک انتہائی اعلیٰ دار شخصیت کے مالک ہیں اور ایمانداری میں اپنی مثال آپ ہیں۔ اسی لئے میں دل کی گہرائیوں سے ان کا بے حد احترام کرتا ہوں۔ میں نے لاہور ہائی کورٹ کے تین ججوں کے بارے میں تحقیقات مکمل کرنے کے بعد ٹھوس ثبوت کے ساتھ وزیر اعظم کو فوری کارروائی کے لئے متعلقہ فائل بھیج دی۔ اسی اثنا میں سیل کے ارکان کی سرگرمیاں بدعنوان عناصر تک پہنچ گئیں۔ اور وہ میرے خلاف صف آرا ہو گئے۔ پنجاب کے گورنر غلام مصطفیٰ کھر نے بدعنوان عناصر کے ہاتھوں میں کھیل کر بھٹو سے ملاقات کی مجھے نہیں پتہ کر بھٹو سے کھر نے کیا بات کی۔ لیکن اس کے فوری بعد یہ سیل توڑ دیا گیا۔ اور لاہور ہائی کورٹ کے چیف جسٹس مسٹر انوار الحق سپریم کورٹ میں بھیج دیئے گئے سردار محمد اقبال چیف جسٹس بنا دیئے گئے مجھے اب بھی یاد ہے کہ ایک موقع پر بھٹو مرحوم نے مجھے کہا کہ میں برطانیہ چلا جاؤں اور شریف الدین پیرزادہ کے خلاف مواد اکٹھا کروں۔ بھٹو نے اس موقع پر مجھے

صرف سپریم کونسل ہی مارشل لاء کا نعم البدل ہو سکتی ہے

کچھ کاغذات دیئے اور کہا کہ "یہ شخص بھارتی ایجنٹ ہے۔" میں نے مرحوم بھٹو سے کہا لوگ کہیں گے کہ میں شریف الدین پیرزادہ سے انتقام لے رہا ہوں کیونکہ چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر آغا محمد یحییٰ خان نے پیرزادہ کو میرے خلاف پراسیکیوٹر مقرر کیا تھا۔

سوال: آپ کے بارے میں یہ کہا جاتا ہے کہ آپ سیاسی قلابازیاں کھانے کے ماہر ہیں اور سیاسی پارٹیاں بدلتے رہتے ہیں۔ آخر ایسا کیوں ہے؟

جواب: میرے بارے میں یہ تاثر دشمنوں اور حاسدوں نے پیدا کیا ہے۔ میں ہرگز ہرگز سیاسی قلابازیاں نہیں کھاتا ہوں اور جہاں تک سیاسی پارٹیاں بدلنے کی بات ہے ایسی بھی کوئی بات نہیں ہے میں نے مرحوم خان عبدالقیوم خان کے بانیٔ پاکستان قائد اعظم محمد علی جناح کی آخری نشانی محترمہ مسلم لیگ میں شمولیت اختیار کی تھی۔ مرحوم قیوم خان نے مجھے مسلم لیگ کا سینئر نائب صدر مقرر کیا تھا اور میں اس لحاظ سے قیوم خان کے بعد مسلم لیگ میں نمبر دو تھا۔ خدا خان قیوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے وہ اب اس دنیا میں نہیں ہیں۔ اس لئے مرحوم کے خلاف کوئی بات نہیں کہنا چاہتا میرا ان سے اصولوں پر جھگڑا ہو گیا تھا۔ انہوں نے میری بات نہیں مانی تھی۔ اس لئے میں نے مسلم لیگ سے علیحدگی اختیار کر لی تھی۔ میں نے لبرل پارٹی بنائی اور اس کا چیئرمین بنا۔ لیکن بعض ناگزیر حالات کی وجہ سے میں اس پارٹی کو زیادہ وقت نہ دے سکا۔ اور یہ پارٹی نہ چل سکی۔ میں اس وقت پیپلز پارٹی میں شامل ہوا جب لوگ پیپلز پارٹی کو اشتہاری سمجھتے تھے اور بھٹو کو پھانسی کی سزا ہونے والی تھی۔ میرا ایک عقیدہ ہے اور میں سیاست میں اسی عقیدے کے تحت کام کرتا ہوں۔ لیکن میں کیا کروں کہ میں جس شخص کو عقیدے اور اصولوں کا پاسبان سمجھتا ہوں وہی شخص مجھے اس عقیدے اور اصولوں کا قاتل نظر آتا ہے۔ میں کیا کروں۔ میں اس کے ساتھ رہوں یا اس کو چھوڑ دوں۔ قحط الرجالی مجھے یہ شعر سنانے پر مجبور کرتی ہے۔

جن کی رگ رگ میں ہے اس قدر دھوکے دیے
کر شوق گل بوسی میں کانٹوں پہ زباں رکھ دی ہے

سوال: ۱۹۷۵ء میں آپ لاہور ہائی کورٹ بار ایسوسی ایشن کے صدر تھے۔ آپ نے بدعنوانیوں کے خلاف تحریک چلائی اور بعد ازاں خاموش ہو گئے اس کی کیا وجوہات تھیں؟

جواب: بدعنوان لوگوں کی بڑی مضبوط جڑیں ہوتی ہیں۔ میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ بدعنوان لوگوں کے بڑے لمبے ہاتھ ہوتے ہیں۔ اور ان کے رشتے ناطے ایک مضبوط لابی کی حیثیت سے کام کرتے ہیں۔ ۱۹۷۵ء میں وکلاء کی بھاری اکثریت میرے ساتھ تھی میں نے تحریک کو چلایا اور اس میں بڑی حد تک کامیاب بھی ہوا لیکن حکومتی مشینری نے اس تحریک کو سبوتاژ کیا۔ وہ ستونوں کے جیسی میں دشمنوں نے دشمنی کی۔ منڈیر کی اپنی جگہ تھی ویسے بھی وکیل ایک طبقہ کی حیثیت سے کسی تحریک کو کامیابی سے نہیں چلا سکتے۔ البتہ عوام کی طرف سے شروع کی گئی تحریک میں شامل ہو کر اس کو تقویت دے سکتے ہیں۔ حالات سے دل برداشتہ ہو کر میں نے لاہور ہائی کورٹ بار ایسوسی ایشن کی صدارت سے استعفیٰ دے دیا اور خاموشی اختیار کر لی۔

سوال: آپ حال ہی میں لندن گئے تھے کیا اس کے پس پردہ کوئی سیاسی محرکات تھے؟

جواب: ہرگز نہیں، ہرگز نہیں۔ مجھے فروری ۱۹۸۲ء میں پہلی بار دل کی تکلیف ہوئی تھی۔ میں پندرہ دن ومنز ہسپتال میں اور پورا ایک ہفتہ اپنے گھر میں ڈاکٹر اشفاق کے زیر علاج رہا۔ میں لندن طبی معائنہ کے لئے گیا تھا البتہ سابق جسٹس سپریم کورٹ صفدر شاہ نے کسی طرح پتہ کر لیا تھا کہ میں طبی معائنہ کے لئے لندن میں ڈاکٹر گیبن کے کلینک میں جاؤں گا۔ صفدر شاہ اسی کلینک میں مجھ سے ملے اور بعد ازاں تیمارداری کے لئے بھی آئے۔ صفدر شاہ سے میرے دیرینہ ذاتی مراسم ہیں مصطفیٰ کھر سے کوئی ملاقات نہیں ہوئی۔ البتہ ٹیلی فون پر میری اس سے بات ہوئی تھی۔

سوال: پاکستان کی اکثر سیاسی جماعتیں فوج کے آئینی کردار کی مخالفت کر رہی ہیں۔ آپ فوج کے آئینی کردار کی اعلانیہ حمایت کر رہے ہیں۔ آخر ایسا کیوں ہے؟

جواب: میں فوج کے آئینی کردار کا حامی ہوں۔ مجھے مستقبل میں کوئی اور تصویر بنتی نظر نہیں آتی۔ بہر حال مسلح افواج ایک پارٹی کی حیثیت اختیار کر چکی ہیں۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ جس کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ میں اپنے دوستوں کے اعتراضات کے جواب میں کہتا ہوں کہ وہ افواج کو پکار کر کہیں اور ان کو ایک سیاسی قوت کی حیثیت سے تسلیم کریں۔ اور ان سے تصادم کی بجائے مفاہمت اور مذاکرات کی پالیسی اختیار کریں۔ میں مسلح افواج یا صدر ضیاء الحق کا کوئی ترجمان نہیں ہوں اور نہ ہی ان سے میرا کسی قسم کا کوئی تعلق ہے۔ میں یہ بات ایک عاجز محب وطن اور دردمند شہری کی حیثیت سے کہتا ہوں۔ میں اس ملک میں کوئی خون خرابہ نہیں چاہتا۔ اور استحکام پاکستان میرا ایمان ہے۔ افواج کا آئینی کردار طے ہو جانا چاہئے۔ میری تجویز کی روشنی میں سپریم نیشنل کونسل ہی مارشل لاء کا نعم البدل ہو سکتی ہے۔ مارشل لاء کوئی اچھی چیز نہیں ہے۔ اس سے ہر صورت قوم کو نجات ملنی چاہئے۔ سپریم نیشنل کونسل مسلح افواج کے نمائندوں، اعلیٰ عدلیہ کے اعلیٰ ارکان اور منتخب سیاستدانوں پر مشتمل ہوگی یہ ایک آئینی ادارہ ہوگا۔ میری تجویز کی روشنی میں سپریم نیشنل کونسل وزیر اعظم اور کابینہ کے اختیارات میں مداخلت نہیں کرے گی۔ یہ کونسل دو سال تک وزیر اعظم کو ہرگز ہرگز نہیں ہٹا سکے گی یہ کونسل ہنگامی حالات کا نفاذ تو کر سکتی ہے لیکن مارشل لاء نہیں لگا سکتی۔ یہ فارمولا نہ تو کبھی مارشل لاء لگنے دے گا اور نہ ہی کبھی فوجی عدالتیں بننے دے گا۔ اس فارمولے کے علاوہ اور کوئی فارمولا لاگو نہیں ہو سکتا اگر کوئی فارمولا ہے تو مجھے بتائیں۔ آخر بھٹو مرحوم کے حکم پر تو فوج اقتدار میں ... کر آئی تھی۔ ہمیں مسلح افواج کا آئینی کردار تسلیم کر لینا چاہئے۔

سوال: سپریم نیشنل کونسل کے کتنے ارکان ہوں گے؟

جواب: سپریم نیشنل کونسل کے ارکان یہ ہوں گے۔ چیف آف دی آرمی سٹاف، چیف آف دی ایئر سٹاف، چیف آف دی نیول سٹاف، چیئرمین جائنٹ چیفس آف سٹاف کمیٹی، وائس چیف آف دی آرمی سٹاف، چیف جسٹس آف پاکستان، سابق چیف جسٹس آف پاکستان مسٹر انوار الحق (مشہور نصرت بھٹو کیس کے منصف اور مصنف ہونے کی وجہ سے)، چاروں صوبائی ہائی کورٹوں کے چیف جسٹس، قومی اسمبلی کے قائد ایوان اور وزیر اعظم، سینٹ کے چیئرمین، قومی اسمبلی اور چاروں صوبائی اسمبلیوں کے سپیکرز، چیف الیکشن کمشنر۔

سوال: ایم آر ڈی کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

پاکستان کے آئین میں نمائندگی دینے سے قبل افواج کا آئینی کردار طے ہونا چاہیئے

جواب: ایم آر ڈی کا تحریک بحالی جمہوریت پی این اے کی طرز پر ایک الائنس ہے یہ محب وطن سیاستدانوں کی تنظیم ہے۔ یہ اس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتی جب تک تمام سیاستدان اس کا کلی طور پر ساتھ نہ دیں۔

سوال: یوسف ہارون کی حالیہ پاکستان آمد کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

جواب: یوسف ہارون مسٹر عبداللہ ہارون کے بیٹے اور کراچی کے وزیر اعلیٰ محمود ہارون کے بڑے بھائی ہیں۔ مسٹر عبداللہ ہارون کی پاکستان کے لئے بڑی گراں قدر خدمات ہیں۔ یوسف ہارون محب وطن سیاستدان اور استحکام پاکستان کے علمبردار ہیں وہ پاکستان میں جمہوریت کی بحالی چاہتے ہیں۔ یہ آغا محمد یحییٰ خان کے مارشل لاء سے قبل بھی پاکستان آئے تھے بھٹو سے ان کے سیاسی اختلافات تھے۔ یوسف ہارون کی حالیہ پاکستان آمد ایک نیک شگون بھی ہو سکتی ہے۔ وہ اب امریکہ واپس چلے گئے ہیں۔ اور جلد پاکستان آئیں گے۔ یوسف ہارون کو چاہئے کہ وہ لاہور یا کراچی میں تمام سیاستدانوں کو اعتماد میں لے کر مسلح افواج کے رہنماؤں سے مذاکرات کریں۔ شاید اس طرح موجودہ سیاسی تعطل ختم ہو جائے۔

اعلیٰ سروس اور جدید سہولتوں سے مزین

نیشنل سٹی ہوٹل

راولپنڈی۔ پاکستان

پروپرائیٹر چوہدری محمد اعظم خان

انگلستان، یورپ اور مشرق وسطیٰ سے وطن واپسی پر اپنے پاکستانی بھائیوں کا خیر مقدم کرتا ہے

لیاقت باغ کے خوبصورت اور دلکش مناظر کے عین سامنے ہوٹل اینڈ ریسٹورنٹ جدید سہولتوں سے آراستہ کمرے

ڈبل بیڈ	سنگل بیڈ	ایکسٹرا ڈبولٹ
۷۰ روپے	۵۰ روپے	۱۵ فیصد

نیشنل سٹی ہوٹل

چوک لیاقت باغ، مری روڈ، راولپنڈی۔ فون نمبر ۷۱۴۱۱

جو تجھے تیرے عیب سے آگاہ کرے وہ تیرا دوست ہے۔ منہ پر تعریف کرنا ذبح کرنے کے مترادف ہے
(حضرت عمرؓ)

بالوں کا انداز چاہے کیسا بھی ہو، لیکن اس سے
ترتیب اور سلیقہ کا اظہار ہوتا ہے اور
شخصیت پُروقار نظر آتی ہے۔ الجھنوں سے بے نیاز

بالکل

اسی طرح سفر سے پہلے پروگرام کی صحیح ترتیب، آپ کے سفر کو خوشگوار بنا سکتی ہے بشرطیکہ آپ کسی تجربہ کار ٹریول ایجنٹ سے رابطہ قائم کریں۔

ظہیر مودی اور محمد جاوید پال سفر کی دنیا میں روٹ مقرر کرنے میں ماہر سمجھے جاتے ہیں۔ آپ بھی ان کے تجربات سے فائدہ اٹھائیے۔

اپنے سفر کی الجھنوں کو ترتیب دینے کیلئے آج ہی ایم اینڈ جے ٹریول کو فون کیجئے

آپ یقیناً اطمینان محسوس کرینگے

M & J TRAVEL

1240 BAY ST., TORONTO, ONTARIO, CANADA M5R 2A7

TEL. (416) 960-8348 – 960-8475

SCARBORO

BIG HOMES

1270 SQUARE FEET

from $68,900

TO QUALIFIED PURCHASERS

Full price from $76,900 less $5000 Prov. Repayable Loan Less $3000 Govt Grant. Your Price $68,900

ONLY 23 DAYS LEFT FOR YOUR "FREE LOAN"

10½% MORTGAGES

Model 416 – $81,500 to qualified purchasers

FULLY DETACHED

AND CLOSE TO SHOPPING SCHOOLS CHURCHES & TTC

CARRIES $518 P & I MONTHLY

OPEN MON.-FRI. 10 A.M.-8 P.M. WEEKENDS 11 A.M.-6 P.M.

D'ARRIGO CONSTRUCTION CO. LTD.

"QUALITY BUILDERS FOR 35 YEARS"

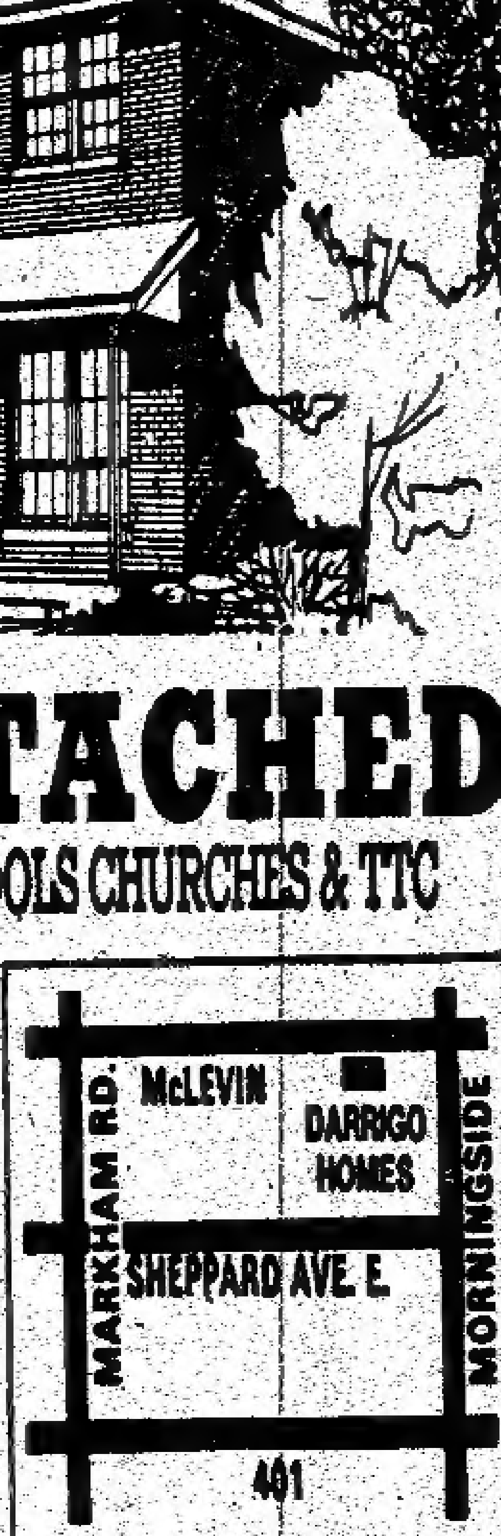

آپ کے مسائل کا حل

اچھا مکان —— اچھی زندگی

اپنا مکان —— سُکھی زندگی

خوبصورت مکان —— مکمل زندگی

اب تک بہت سے ہندو پاکستانی اس علاقے میں آباد ہو چکے ہیں

D'ARRIGO CONST. CO. LTD.